جامعہ حقانیہ کا ترجمان

ساہیوال
سرگودھا

مجلّہ الحقانیہ

شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ / اگست ۲۰۰۹ء



بانی جامعہ: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی قدس سرہٗ

شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ اگست ۲۰۰۹ء فہرست



کلمۃ الحق مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرقہ واریت سے بچئے

جامعہ دارالعلوم کراچی میں ختم بخاری شریف کے موقع پر حضرت مفتی اعظم مدظلہم کا خطاب

مورخہ ۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۱؍جولائی ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے جامعہ دارالعلوم کراچی میں ختم بخاری شریف کی تقریب نہایت سادگی اور وقار سے منعقد ہوئی ۔ تلاوت کلام پاک کے بعد جامعہ دارالعلوم سے متعلق حضرت زکی کیفی رحمۃ اللہ علیہ کی نظم جناب امجد قریشی صاحب نے خاص انداز میں پڑھ کر سنائی ۔ پھر حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے بخاری شریف کے آخری باب اور آخری حدیث پر ایک گھنٹہ تک نہایت شاندار اور بصیرت افروز درس دیا۔

حضرت دامت برکاتہم نے امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم ابواب پر بحث کرتے ہوئے بخاری شریف کے آخری ترجمۃ الباب کی ماقبل باب سے مناسبت اور متعلقہ ابحاث کو شرح وبسط کے ساتھ بیان فرمایا اور پھر آخری حدیث پاک کی بڑی دل نشین تشریح فرماتے ہوئے حق تعالی کی عظمت جلال کبریائی اور تقدیس وتحمید کے کلمات پر بڑے خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی اور دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے طلبہ کو علم کی اصل حقیقت اللہ تعالی کا خوف اور اس کی محبت جس کا مجموعہ خشیت ہے اس کے اپنانے کی نصیحت اور تلقین فرمائی حضرت عثمانی مدظلہم کے بعد حضرت مفتی اعظم جناب مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم نے اپنی ناسازی طبع کے باوجود ایک گھنٹہ تک بڑی دلسوزی اور ہمدردی کے ساتھ بیان فرمایا حضرت صدر صاحب مدظلہم کا بیان نہایت پرمغز اور بہت ہی جامع تھا اس کی جامعیت اور نافعیت کی وجہ سے دل چاہا کہ اس کے بعض اقتباسات کا حاصل اپنے لفظوں میں قارئین مجلہ الحقانیہ کے لئے سپرد قلم کردیا جائے تاکہ وہ بھی ان سے مستفید ہوسکیں ۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی نے سب سے پہلے تو ان طلبہ کو مبارک باد دی جنہوں نے اس سال جامعہ دارالعلوم کراچی سے درس نظامی کی تکمیل کی اس پر خوشی کے اظہار کے ساتھ آپ نے انکی جدائی سے ہونے والے رنج کا بھی ذکر فرمایا۔اور پھر اس تقریب کے حوالہ سے آپ نے وضاحت فرمائی کہ:

دینی مدارس میں درس نظامی کے نصاب کی تکمیل کے موقع پر صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث کے درس پر دعا کا معمول اگر چہ عرصہ سے چلا آرہا ہے لیکن اب رفتہ رفتہ یہ سلسلہ حد سے بڑھتا چلا جارہا ہے اوراس نے اب ایک رسم سی کی صورت اختیار کرلی ہے بلاشبہ اس کے سدباب کی ضرورت ہے جامعہ دارالعلوم کراچی میں اس موقع پر تقریب کے انعقاد کا اہتمام تو کبھی نہیں کیا گیا تاہم خاص احباب کو اطلاع کا معمول اس لئے رہا کہ وہ بھی دعا میں شامل ہوسکیں لیکن چند سال سے طلبہ کی سرگرمیاں اس سلسلہ میں اتنی تیز ہورہی ہیں کہ یہ اجتماع ایک میلہ کی طرح کا اجتماع بنتا جارہا ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں یہ بدعت کی شکل اختیار نہ کرجائے اس لئے اس مرتبہ نہایت اہتمام کے ساتھ اس پروگرام کو صیغہ راز میں رکھا گیا تاکہ اجتماع کم سے کم ہو۔

ملک کے موجودہ ناگفتہ بہ حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے طلبہ کو نصیحت فرمائی کہ وہ اہل السنۃ والجماعت کے مسلک پر قائم رہیں اور ہر معاملہ میں اعتدال کا دامن مضبوطی سے تھام کر رکھیں افراط وتفریط سے اپنے آپ کو بچائیں دراصل ہم سب مسلمان ہیں حق تعالی نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین اور آپ کے عطا کردہ نظام اور صراط مستقیم پر چلنا اور قائم رہنا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔فرقہ واریت ایک لعنت ہے اور امت مسلمہ کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا بہت ہی غلط ہے خاص طور پر دیوبند اور بریلی کے نام پر فرقہ واریت ہرگز مناسب نہیں ہے ہمارا اصل مسلک اہل السنۃ والجماعۃ ہے اور علماء دیوبند کا بھی بالکل یہی مسلک ہے دیوبندیت کوئی الگ فرقہ یا مسلک نہیں ہے ان کے عقائد ونظریات وہی ہیں جو صدیوں سے اہل سنت والجماعت کی کتب میں موجود ہیں ابـاً عـن جـد (باپ دادا سے) ہمارا وطن دیوبند ہے اس لئے میں اپنے نام کے ساتھ طالب علمی کے زمانہ میں دیوبندی لکھتا تھا لیکن

جب دارالعلوم میں مدرس ہوا تو حضرت اقدس والد ماجد قدس سرہ نے دیوبندی لکھنے سے منع فرما دیا تھا اور وہ خود بھی اپنے نام کے ساتھ دیوبندی نہیں لکھتے تھے لیکن افسوس کہ اب دیوبندی بریلوی کے نام پر جھگڑے ہو رہے ہیں یہ ہرگز صحیح نہیں ہے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے ۔

حضرت مفتی اعظم مدظلہم نے اپنے بیان ذیشان میں عہد حاضر میں پائے جانے والے مختلف گروہ غیر مقلدین ،معتزلہ اور روافض وغیرہ کے متعلق بھی بڑے جچے تلے انداز میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے انکی تردید میں راہ اعتدال کو اپنانے پر زور دیا حضرت نے اپنے مسلک کے علماء وطلبہ میں تھانوی مدنی کے نام سے پائے جانے والی بے جا تقسیم وتفریق کی بھی پرزور الفاظ میں تردید فرمائی اور آپ نے اسے حضور اکرم ﷺ کے ارشادگرامی دعوھا فانھا منتنۃ کا مصداق قرار دے کر اس کے تعفن اور بدبو سے انتہائی نفرت کا اظہار فرمایا اور تمام طلبہ علماء کرام کو اس سے باز رہنے کی تلقین فرمائی آپ نے حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی محبت وتعلق اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کی زیارت اور آپ سے مصافحہ کی لذت کا خاص انداز میں ذکر فرمایا نیز فرمایا کہ تقسیم ہند کے بعد حضرت مفتی اعظم والد ماجد قدس سرہ جب دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے تو اس موقع پر دارالعلوم دیوبند میں حضرات اساتذہ کرام وطلبہ میں آپ کے خطاب کیلئے اصلی محرک حضرت اقدس مدنی قدس سرہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا ارشد مدنی مدظلہم ہی تھے ہم نے عین سیاسی اختلافات کے زمانہ میں بھی بزرگوں کا باہم محبت سے ملنا اور مختلف امور میں مشورہ کرنا خود دیکھا ہے اس لئے آج تھانوی مدنی کی یہ تقسیمات ہمیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں ۔

حضرت مفتی اعظم مدظلہم کے بیان کے بعد درجہ تخصص فی الفقہ اور دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے ۱۰۴۱ طلبہ کی دستار بندی ہوئی دروہ حدیث شریف کے اساتذ کرام اور حضرات شیخین مدظلہما نے ان خوش قسمت طلبہ کے سر پر دستار فضیلت رکھی ہزاروں افراد نے اس منظر کو بچشم خود دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا آخر میں حضرت شیخ الاسلام مدظلہم کی پرسوز دل دوز اور پر درد دعا پر اس تقریب سعید کا خاتمہ ہوا اور ظہر کی نماز کے بعد حضرات مسجد سے باہر آگئے ۔

برخورداران سلمہما الرحمٰن کی جامعہ دارالعلوم کراچی سے فراغت

امسال دورہ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے جن طلباء کی دستار بندی ہوئی ان کی کل تعداد ۴۱۰ تھی ان میں احقر کے برادر زادہ عزیز سید عبدالناصر ترمذی اور برخوردار سید عبدالملک ترمذی سلمہما اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے برخورداران دو سال سے جامعہ دارالعلوم کراچی میں زیر تعلیم ہیں گذشتہ سال درجہ سابعہ موقوف علیہ بھی انہوں نے یہیں پڑھا اور اس سال دورہ حدیث شریف پڑھنے کی سعادت بھی یہیں حاصل ہوئی فللّٰہ الحمد ولہ الشکر۔

برخورداران کی درس نظامی سے فراغت ہمارے خاندان کیلئے یقیناً ایک خوشی اور مسرت کا واقعہ ہے اس پر ہم حق تعالیٰ کا جتنا شکر بھی ادا کریں کم ہے خوشی کے اس موقع پر برادر عزیز عبدالودود ترمذی اور برخورداران سید حافظ عبدالبر ترمذی و سید حافظ عبدالباسط ترمذی شب جمعہ میں جامعہ دارالعلوم کراچی پہونچ گئے ادھر احقر بھی مع برادر عزیز مولوی سید فہیم ترمذی سلمہ ہفتہ کی شب کو اس قافلہ سے جاملا۔

احقر نے اس موقع پر حضرت مفتی اعظم مدظلہم صدر جامعہ دارالعلوم کراچی کی خصوصی اجازت، شفقت اور عنایت سے برخورداران کے اساتذہ کرام کی دعوت کا پروگرام بنایا چنانچہ اس کیلئے ۱۱/جولائی ہفتہ بعد عشاء کا وقت طے ہوا جناب مولانا راحت علی ہاشمی اور حضرت مولانا رشید اشرف سیفی مدظلہم نے اس سلسلہ میں خصوصی تعاون فرمایا حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم ایک دوسری جگہ تشریف بری کی بناپر شرکت نہیں فرماسکے دیگر حضرات علماء کرام مولانا عزیز الرحمٰن صاحب حضرت مولانا عبداللہ برمی صاحب حضرت مولانا اصغر علی صاحب ربانی حضرت مولانا رشید اشرف سیفی حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی حضرت مولانا زبیر اشرف عثمانی حضرت مولانا عمران اشرف عثمانی حضرت مولانا محمد یونس صاحب حضرت مولانا افتخار احمد صاحب مولانا حسان اشرف صاحب حضرت مولانا محمد سلیم صاحب جامعہ حسینیہ شہداد پور حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب حضرت مولانا بدر عالم صاحب حضرت مولانا محمد حنیف خالد صاحب برادرم جناب حافظ عبدالغفور تھانوی صاحب وغیرہ نے حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم کی سربراہی میں

شرکت فرما کر احقر کی عزت افزائی اور برخورداران کی حوصلہ افزائی فرمائی۔احقر ان سب کا تہہ دل سے ممنون ہے حق تعالیٰ سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

احقر کی جانب منسوب اس سادہ اور بلا تکلف دعوت کو حضرت اقدس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ازراہ شفقت وعنایت ''قلب موضوع'' سے تعبیر فرمایا احقر نے اس پر عرض کیا کہ یہ سب کچھ آنجناب کی طرف سے ہی ہے احقر کی طرف اس کی نسبت برائے نام ہے سب حضرات نے ناچیز کے اس جواب کو پسند فرمایا اور اس پر خوشی کا اظہار فرمایا۔کم وبیش یہ نشست ایک گھنٹہ جاری رہی اور اس دوران مختلف موضوعات پر شرکاء دعوت کو حضرت عثمانی مدظلہم سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔

حضرت مدظلہم نے حضرت صدر جامعہ مدظلہم کے آج کے خطاب کی بڑی تعریف فرمائی اور اس کو عام کرنے پر زور دیا نیز دیوبند کے مسلک اور مزاج کو سمجھنے کے لئے حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ علیہ کی کتاب ''علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کا دینی رخ اور مسلکی مزاج'' کے مطالعہ کی تاکید فرمائی حضرات علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات پر دوسرے مکتب فکر کی طرف سے جو اعتراضات کئے جاتے ہیں انکے جواب کیلئے آپ نے حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''فیصلہ کن مناظرہ'' کی بڑی تعریف کی۔

بنکاری نظام کی وضاحت سے متعلق آپ کی حالیہ تالیف منیف غیر سودی بنکاری کا ذکر آیا تو فرمایا کہ بحمد اللہ تعالیٰ اس کتاب کی بڑی پذیرائی ہوئی بے شمار لوگوں نے خطوط اور فون کے ذریعہ اس کی تعریف کی احقر نے عرض کیا کہ بحمد اللہ تعالیٰ احقر نے بھی پوری کتاب کا مطالعہ کرلیا ہے بنکاری نظام پر کئے جانے والے تمام شبہات کا جواب بفضلہ تعالیٰ بڑے احسن طریقہ سے دے دیا گیا ہے واقعۃً اکثر شبہات واشکالات نا تمام معلومات اور رواقعہ کی غلط اطلاع پر مبنی ہیں یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں کافی وافی شافی ہوگی۔

بریلوی مکتب فکر کی بعض اہم شخصیات کا تذکرہ آیا تو حضرت عثمانی مدظلہم نے فرمایا کہ میں نے اس مکتب فکر کے بعض اہل علم سے کہا ہے کہ اگر ''حسام الحرمین'' کے فتوی کو واپس لے لیا

جائے تو پھر دیوبندی بریلوی اتحاد ہوسکتا ہے جب تک یہ دیوار حائل رہے گی اتحاد کی کوشش کامیاب نہیں ہوگی حضرت نے حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب نعیمی اور بعض دیگر حضرات کے طرز عمل کی تعریف بھی کی حضرت مولانا محمود اشرف صاحب عثمانی مدظلہم نے بدعتی اور بریلوی کے مابین فرق کے سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت سید نفیس الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا وہ فرماتے تھے کہ لوگوں نے ہر بدعتی کو بریلوی مشہور کردیا ہے یہ غلط ہے کیونکہ ہر بریلوی تو بدعتی ہے مگر ہر بدعتی بریلوی نہیں ہے لیکن اب ہر بدعتی کو بریلوی کہہ دیا جاتا ہے جو غلط اور خلاف واقعہ ہے اس لئے کہ بہت سے اہل بدعت کو بریلی اور بریلویت کا کچھ پتہ نہیں حضرت مولانا عثمانی مدظلہم نے بھی اس کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ بالکل صحیح ہے لا ن کل بریلوی بدعتی ولا عکس۔

آخر میں حضرت نے برخورداران سلمہما الرحمن کے متعلق استفسار فرمایا کہ اب یہ کیا کریں گے احقر نے عرض کیا کہ ارادہ تو یہی ہے کہ ابھی تکمیل کریں اور مزید تعلیم جاری رکھیں مزید دعا کی بھی ضرورت ہے حضرت نے ڈھیروں دعائیں دیں اور اس تجویز کی تائید فرمائی پھر حضرت مولانا محمود اشرف عثمانی مدظلہم نے برادر عزیز فہیم ترمذی سلمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف کرایا کہ یہ بہت اچھے شاعر ہیں احقر نے عرض کیا کہ آنجناب کی ساہیوال تشریف آوری پر بھی انہوں نے نظم لکھی تھی جو البلاغ میں بھی شائع ہو چکی ہے اس کا ایک شعر یہ تھا ؎

آل یاسین(۱) کی عنایت کا تسلسل دیکھ کر شاد آل کمتھلی(۲) ہے آج ساہیوال میں

اس پر سب حضرات بہت ہی محظوظ ہوئے حضرت نے بھی بڑی مسرت کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں دسترخوان سے اٹھنے کے بعد واپس تشریف لے جاتے ہوئے برخورداران عبدالبر اور عبدالباسط سلمہما کا بھی تعارف ہوا حضرت نے ان کو بھی دعاؤں سے نوازا اور یہ محفل ختم ہوئی۔

....

(۱) مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت مولانا محمد یاسین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے (۲) حضرت مفتی عبدالکریم کمتھلوی والد ماجد حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ ہے۔

برخورداران اور ان کے رفقاء نے دعوت کے اس پروگرام کو جس انداز سے ترتیب دیا سب حضرات نے اسے بہت پسند فرمایا اور حسن نظم کی داد دی حق تعالیٰ سب کو جزائے خیر اور علم وعمل میں برکت عطا فرمائے آمین۔

حق تعالیٰ برخورداران سلمہما الرحمٰن کو درس نظامی کی تکمیل مبارک فرمائیں قارئین مجلّہ الحقانیہ سے بھی درخواست ہے کہ وہ ان کیلئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ انہیں صحیح معنی میں عالم باعمل بنائیں اور باقی مراحل کی بآسانی وبعافیت تکمیل کے ساتھ دین کی مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنے اساتذہ کرام ،مشائخ عظام واکابر بطور خاص اپنے جدامجد حضرت اقدس مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی اور حضرت اقدس مفتی عبدالکریم گمتھلوی نوراللہ مرقدہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔آمین

ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی سہ روزہ قیام جامعہ دارالعلوم کراچی میں رہا اس لیے آخر میں اپنے مخدوم ومکرم اور محسن حضرت اقدس مفتی اعظم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دامت برکاتہم (جن کی ذات عالی کسی بھی رسمی شکریہ سے بالاتر ہے)ان کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے ہمیشہ کی طرح احقر ناکارہ اور تمام رفقاء سفر پر شفقتوں اور عنایتوں کی موسلا دھار بارش برسائی اور ہمارا ہر طرح خیال رکھا بفضلہ تعالیٰ ہم سب نہایت خوشی اور سہولت سے رہے اور اس کہنے میں ذرا مبالغہ نہیں کہ ہمیں گھر سے بھی زیادہ راحت اور سکون حاصل رہا حق تعالیٰ حضرت اقدس مدظلہم کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے اور انہیں صحت وعافیت عطا فرمائے آمین ۔بندہ ناچیز یقیناً سرتاپا حضرت دامت برکاتہم کے احسانات شفقتوں وعنایتوں میں گھرا ہوا ہے اور صحیح معنی میں شکریہ بجالانے سے قاصر ہے اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمیں تادیر آپ کی ذات عالی سے مستفید ہونے اور قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔ ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

احقر عبدالقدوس ترمذی غفرلہ

۲۱رجب المرجب ۱۴۳۰ھ

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

درس قرآن کریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کسی کا عمل اس کی نجات اور جنت کا یقینی سبب نہیں

لعلکم تتقون اس جملہ میں لفظ لعل استعمال فرمایا ہے جو رجاء یعنی امید کے معنی میں آتا ہے، اور ایسے مواقع پر بولا جاتا ہے جہاں کسی فعل کا وقوع یقینی نہ ہو، حکم ایمان وتوحید کے نتیجہ میں نجات اور جنت کا حصول وعدہ الٰہیہ کے مطابق یقینی ہے، مگر اس یقینی شے کو امید ورجاء کے عنوان سے بیان کرنے میں حکمت یہ بتلانا ہے کہ انسان کا کوئی عمل اپنی ذات میں نجات وجنت کی قیمت نہیں بن سکتا، بلکہ فضل خداوندی اس کا اصل سبب ہے، ایمان وعمل کی توفیق ہونا اس فضل خداوندی کی علامت ہے، علت نہیں۔

عقیدہ توحید ہی دنیا میں امن وامان اور سکون واطمینان کا ضامن ہے

عقیدہ توحید جو اسلام کا سب سے پہلا بنیادی عقیدہ ہے، یہ صرف ایک نظریہ نہیں، بلکہ انسان کو صحیح معنی میں انسان بنانے کا واحد ذریعہ ہے جو انسان کی تمام مشکلات کا حل، اور ہر حالت میں اس کے لئے پناہ گاہ، اور ہر غم وفکر میں اس کا غمگسار ہے، کیونکہ عقیدہ توحید کا حاصل یہ ہے کہ عناصر کے کون وفساد اور ان کے سارے تغیرات صرف ایک ہستی کی مشیت کے تابع اور اس کی حکمت کے مظاہر ہیں ۔

ہر تغیر ہے غیب کی آواز ہر تجدد میں ہیں ہزاروں راز

اور ظاہر ہے کہ جب یہ عقیدہ کسی کے قلب ودماغ پر چھا جائے اور اس کا حال بن جائے تو یہ دنیا ہی اس کے لئے جنت بن جائے گی، سارے جھگڑے فساد اور ہر فساد کی بنیادیں ہی منہدم ہو جائیں گی، کیونکہ اس کے سامنے یہ سبق ہوگا۔

از خدا داں خلاف دشمن ودوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست

اس عقیدہ کا مالک ساری دنیا سے بے نیاز ہر خوف وخطر سے بالاتر زندگی گذارتا ہے، اس کا حال یہ ہوتا ہے ۔

موحد چہ بر پائے ریزی زرش   چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نباشد ز کس   ہمین است بنیاد توحید و بس

کلمہ لا الہ الا اللہ جو کلمہ توحید کہلاتا ہے اس کا یہی مفہوم ہے، مگر یہ ظاہر ہے کہ توحید کا محض زبانی اقرار اس کے لئے کافی نہیں، بلکہ سچے دل سے اس کا یقین اور یقین کے ساتھ استحضار ضروری ہے، کیونکہ توحید خدا واحد دیدن بود نہ واحد گفتن۔

کلمہ لا الہ الا اللہ کے پڑھنے والے تو آج دنیا میں کروڑوں ہیں، اور اتنے ہیں کہ کسی زمانے میں اتنے نہیں ہوئے، لیکن عام طور پر یہ صرف زبانی جمع خرچ ہے، توحید کا رنگ ان میں رچا نہیں ورنہ ان کا بھی وہی حال ہوتا جو پہلے بزرگوں کا تھا، کہ نہ کوئی بڑی سے بڑی قوت وطاقت ان کو مرعوب کرسکتی تھی، اور نہ کسی قوم کی عددی اکثریت ان پر اثر انداز ہوسکتی تھی، نہ کوئی بڑی سے بڑی دولت وسلطنت ان کے قلوب کو خلاف حق اپنی طرف جھکا سکتی تھی، ایک پیغمبر علیہ السلام کھڑا ہوکر ساری دنیا کو للکار کر کہہ دیتا تھا کہ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ۔

کیدون فلا تنظرون انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ جو تھوڑی سی مدت میں دنیا پر چھا گئے ان کی طاقت وقوت اسی حقیقی توحید میں مضمر تھی، اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو یہ دولت نصیب فرمائے۔

....

دعائے مغفرت کی درخواست

پچھلے دنوں حضرت مولانا قاری سعید الرحمن صاحب رحمہ اللہ مہتمم جامعہ اسلامیہ پنڈی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کے درجات کو بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے، آمین ۔ قارئین الحقانیہ سے بھی رفع درجات کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

بہر حال خدا کے ان سب رسولوں کی تصدیق کرنا اور بحیثیت پیغمبری ان کا پورا پورا احترام کرنا ایمان کے شرائط میں سے ہے اور اس کے ساتھ اس پر بھی ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ نے اس سلسلہ نبوت و رسالت کو حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا آپ خاتم الانبیاء اور خدا کے آخری رسول ہیں اور اب قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کیلئے نجات و فلاح آپ ہی کے اتباع اور آپ ہی کی ہدایات کی پیروی میں ہے۔ صلی اللہ وسلم علیہ و علی سائر الانبیاء والمرسلین و علی کل من اتبعھم باحسان الیٰ یوم الدین ۔

اور ''ایمان بالیوم الآخر'' یہ ہے کہ اس حقیقت کا یقین کیا جائے کہ یہ دنیا ایک دن قطعی طور پر فنا کر دی جائیگی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی خاص قدرت سے پھر سارے مردوں کو جلائے گا اور یہاں جس نے جیسا کچھ کیا ہے اسی کے مطابق جزا یا سزا اس کو دی جائے گی۔

معلوم ہونا چاہئے کہ چونکہ دین و مذہب کے سارے نظام کی بنیاد اس حیثیت سے جزا وسزا ہی کے عقیدہ پر ہے کہ اگر آدمی اس کا قائل نہ ہو تو پھر وہ کسی دین و مذہب اور اس کی تعلیمات وہدایات کو ماننے اور اس پر عمل کرنے ہی کی ضرورت کا قائل نہ ہوگا اس لئے ہر مذہب میں خواہ وہ انسانوں کا خود ساختہ ہو یا اللہ کا بھیجا ہوا ''جزا وسزا'' کو بطور بنیادی عقیدہ کے تسلیم کیا گیا ہے پھر انسانی دماغوں کے بنائے ہوئے مذاہب میں اس کی شکل تناسخ وغیرہ تجویز کی گئی ہے لیکن خدا کی طرف سے آئے ہوئے ادیان و مذاہب کل کے کل اس پر متفق ہیں کہ اس کی صورت وہی حشر ونشر کی ہوگی جو اسلام بتلاتا ہے اور قرآن پاک میں اس پر اس قدر استدلالی روشنی ڈالی گئی ہے کہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احمق اور انتہائی قسم کا ناسمجھ ہی ہوگا جو ان قرآنی دلائل و براہین کے سامنے آجانے کے بعد بھی حشر ونشر اور بعث بعد الموت کو ناممکن اور محال یا مستبعد بھی کہے۔

اور ''ایمان بالقدر'' یہ ہے کہ اس بات پر یقین لایا جائے اور مانا جائے کہ دنیا میں جو کچھ

بھی ہورہا ہے (خواہ وہ خیر ہو یا شر) وہ سب اللہ کے حکم اور اس کی مشیت سے ہے جس کو وہ پہلے ہی طے کر چکا ہے ایسا نہیں ہے کہ وہ تو کچھ اور چاہتا ہو اور دنیا کا یہ کارخانہ اس کی منشاء کے خلاف اور اس کی مرضی کے علی الرغم چل رہا ہو ایسا ماننے میں خدا کی انتہائی عاجزی اور بے چارگی لازم آئے گی۔

(۳) احســـــان ...... اسلام وایمان کے بعد سائل نے تیسرا سوال رسول اللہ ﷺ سے احسان کے متعلق کیا تھا کہ مـــا الاحســـان ؟ یعنی احسان کی کیا حقیقت ہے؟ یہ احسان بھی ایمان واسلام کی طرح خاص دینی اور بالخصوص قرآنی اصطلاح ہے فرمایا گیا ہے بـلـــی مـن اسلم وجهه لله وهو محسن فله اجره عند ربه وہاں جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا اور اس کے ساتھ احسان کا وصف بھی اس میں ہوا تو اس کے رب کے پاس اس کے لئے خاص اجر ہے اسی طرح دوسری جگہ فرمایا گیا ہے ومـن احسـن دیـنـا مـمـن اسلم وجهه لله وهو محسن (اور اس سے اچھا دین میں کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا اور ساتھ ہی وہ محسن یعنی صاحب احسان بھی ہے)

ہماری زبان اور ہمارے محاورہ میں تو احسان کے معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے ہیں لیکن یہاں جس احسان کا ذکر ہے وہ اس کے علاوہ ایک خاص اصطلاح ہے اور اس کی حقیقت وہی ہے جو حدیث زیر تشریح میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی یعنی خدا کی بندگی اس طرح کرنا چاہیے کہ وہ قہار وقدوس اور ذوالجلال والجبروت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔

اس کو یوں سمجھئے کہ غلام ایک تو اپنے آقا کے احکام کی تعمیل اس وقت کرتا ہے جبکہ وہ اس کے سامنے موجود ہو اور اس کو یقین ہو کہ وہ مجھے اچھی طرح دیکھ رہا ہے اور ایک رویہ اس کا اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ آقا کی غیر موجودگی میں کام کرتا ہے عموماً ان دونوں وقتوں کے طرز عمل میں فرق ہوتا ہے اور عام طور سے یہی ہوتا ہے کہ جس قدر دلی دھیان اور محنت اور خوبصورتی کے ساتھ وہ آقا کی آنکھوں کے سامنے کام کرتا اور جس خوش اسلوبی سے اس وقت وظائف خدمت کو

انجام دیتا ہے مالک کی عدم موجودگی میں اس کا حال وہ نہیں ہوتا یہی حال بندوں کا اپنے حقیقی مولا کے ساتھ بھی ہے جس وقت بندہ یہ محسوس کرے کہ میرا وہ مولا حاضر ناظر ہے میرے ہر کام بلکہ میری ہر ہر حرکت اور ہر ہر سکون کو وہ دیکھ رہا ہے تو اس کی ایک خاص کیفیت اور اس کی بندگی میں ایک خاص شان نیازمندی ہوگی جو اس وقت نہیں ہوسکتی جبکہ اس کا دل اس تصور اور اس احساس سے خالی ہو تو احسان یہی ہے کہ اللہ کی بندگی اس طرح کی جائے گویا کہ وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہم اس کے سامنے ہیں اور وہ ہم کو دیکھ رہا ہے یہی مطلب ہے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ الاحسان ان تعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراك احسان اس کا نام ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو مگر وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے[1]۔ (ص ۶۸)

....

(۱) حدیث کے اس ٹکڑے کا ایک اور مطلب بھی بیان کیا گیا ہے بلکہ وہی زیادہ مشہور ہے، اور وہ یہ کہ عبادت کرو اللہ کی اس طرح کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو پس اگر یہ مقام (مشاہدہ حق کا) تمہیں حاصل نہ ہو تو پھر عبادت کرو اس طرح اور اس تصور کے ساتھ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ جو حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا یہ مطلب لیتے ہیں ان کے نزدیک اس میں عبادت کے دو درجوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ایک یہ کہ عبادت مشاہدہ حق کے ساتھ ہو (جو مقام ہے عرفاء کاملین کا) اور دوسرے یہ کہ عابد عبادت اس تصور کے ساتھ کرے کہ میں اللہ کے سامنے ہوں اور وہ مجھے دیکھ رہا ہے (یہ مقام ہے درجہ دوم کے عابدوں اور عارفوں کا) یہ مطلب اگر چہ بعض بڑے اور مشہور ترین شارحین حدیث نے بھی بیان کیا ہے لیکن بخیال ناقص حدیث کے الفاظ اس کو ادا نہیں کرتے اور اقرب وہی مطلب ہے جس کو اس ناچیز نے ترجمہ میں اختیار کیا ہے، اور امام نووی نے شرح مسلم میں نیز علامہ سندھی نے حواشی صحیح بخاری میں اسی کو اختیار کیا ہے اور اس کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا حاصل یہ ٹھہرا ہے کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی بندگی اس طرح کرو جیسے کہ اس کو دیکھ رہے ہو کیونکہ اگر چہ تم اس کو دیکھتے نہیں ہو مگر وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے، اور جب وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو پھر عبادت اور بندگی ایسی ہی ہونی چاہئے جیسے کہ مولا کے سامنے ہوتے ہوئے ہونی چاہئے کیونکہ غلام آقا کے سامنے ہوتے ہوئے اسی لئے تو کام اچھی طرح کرتا ہے کہ وہ آقا اس کو دیکھتا ہوتا ہے بہر حال حسن عبادت میں اصل مؤثر مولا کا بندہ کو دیکھنا ہے اور وہ محقق ہی ہے۔ واللہ اعلم

مرسلہ: محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع وترتیب: حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری قدس سرہ

O فرمایا مجھ کو کبھی کسی فاسق کو دیکھ کر یہ خطرہ نہیں ہوا کہ میں اس سے اچھا ہوں ہاں اس فسق فعل کو تو برا سمجھتا ہوں مگر فاعل کو حقیر نہیں جانتا۔

O فرمایا ایک شخص عبدالکریم شاہ نامی جو حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے مرید تھے وہ ڈاڑھی منڈاتے تھے لیکن تھے صاحب درد وہ اتفاقاً گنگوہ آئے تھے حضرت مولانا کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے حضرت مولانا ان سے نہیں ملے جس کا منشا غیرت دین تھی میں بھی گنگوہ گیا ہوا تھا میری خبر سن کر انہوں نے مجھ کو ملاقات کے واسطے بلا بھیجا میں نے کہا اگر تم تھانہ بھون میں ہوتے تو میں خود آن کر ملتا مگر گنگوہ مولانا کی ولایت میں ہے یہاں انکا خلاف نہیں ہوسکتا ہاں اگر تم یہاں آؤ تو مل لونگا جس کا منشاء مصلحت تالیف بتوقع نفع تھا اور اس فرق کا راز یہ تھا کہ میرے وہاں جانے میں تو عوام کیلئے فتنہ تھا اور ان کا میرے پاس آنا موجب فتنہ نہ تھا پھر وہ میرے پاس آئے اور بفضلہ تعالیٰ قبروں پر پھول چڑھانے اور ڈاڑھی کٹانے سے توبہ کر کے گئے۔

O فرمایا مولوی شبیر احمد صاحب نے مولانا دیوبندی رحمہ اللہ سے ایک مثال اس مسئلہ کے متعلق کہ بعض دفعہ نصوص کی بعض قیود مقصود نہیں ہوتیں یہ نقل کی کہ کسی نے ملازم سے کہا کہ گلاس میں پانی لاؤ یہاں سب کو معلوم ہے کہ گلاس کی قید مقصود نہیں ہے صرف پانی منگانا مقصود ہے اور یہ فہم صرف ذوق کے متعلق ہے۔

O فرمایا حضرت مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ نے ایک دفعہ بہت عمدہ بات فرمائی کہ حدیث ما انا علیہ و اصحابی میں ما عام ہے عقائد، لباس، وضع قطع وغیرہ سب امور کو شامل ہے کہ فرقہ ناجیہ وہ ہے جو سب امور میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز پر ہو۔

O فرمایا من تشبہ بقوم فھو منھم والی حدیث میں ایک دفعہ دیوبند کے بعض طلبہ

کے متعلق سنایا گیا تھا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے میں نے وعظ میں کہا کہ حدیث کی تو مجھ کو تحقیق نہیں کہ سند کے لحاظ سے کیسی ہے مگر میں اسی مضمون کو آیت سے ثابت کروں گا وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا الایۃ اوراس کے ساتھ ایک قاعدہ عقلیہ ملا لیا جاوے کہ تشبہ بدوں رکون کے نہیں ہوتا اولاً رکون ہوتا ہے پھر تشبہ ہوتا ہے اور رکون حرام ہے تو تشبہ بھی حرام ہے اہل علم نے بے حد پسند کیا۔

O فرمایا اہل اللہ نے تو تشبہ بالصلحاء کو ریا سے بھی قابل قدر سمجھا ہے چنانچہ شاید عوارف میں ہے کہ ایسا شخص بھی اس لئے قابل قدر ہے کیونکہ اس کے قلب میں اہل اللہ کی عظمت تو ہے تب ہی تو ان کی شکل اختیار کی۔

O فرمایا تصور شیخ کو رابطہ اور شغل برزخ بھی کہتے ہیں شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے اس کا ذکر فرمایا ہے اور مولانا شہید رحمہ اللہ نے سختی سے منع کیا ہے میں منع تو نہیں کرتا مگر مجھ کو اس سے سخت انقباض ہے اس طرح انہماک کے ساتھ کسی مخلوق کی طرف توجہ کرنا توحید کے خلاف ہے اس سے غیرت آتی ہے کہ غیر کی صورت ایسے طریق پر ذہن میں جماویں جو کہ حق تعالیٰ کیلئے زیبا تھا۔

O فرمایا ایک صاحب مطبع میری ایک معمولی بات سے تو معتقد ہو گئے تھے حالانکہ وہ اس درجہ کی نہ تھی وہ یہ کہ میں کہیں جانے کیلئے سوار ہونے کو تھا ایک شخص نے دو روپے ہدیہ پیش کئے میں نے یہ عذر کر کے انکار کر دیا کہ بلا تعارف میں ہدیہ نہیں لیتا بس اس بات سے تو معتقد ہو گئے اور ایک خفیف ہی بات سے اعتقاد جاتا بھی رہا حالانکہ وہ بھی اس قابل نہ تھی اور وہ یہ کہ اپنے لڑکے کیلئے کسی جگہ رشتہ کی سفارش مجھ سے کرانا چاہتے تھے ان کو یہ خیال تھا کہ اس کے کہنے سے ہو جائے گا میں نے کہا میں ایسے قصوں میں نہیں پڑتا بس اس سے بگڑ گئے مگر عجیب حالت تھی کہ ان کے گھر کے کل لوگ میری طرف تھے انہوں نے جب فلاں کتاب طبع کی تو غالباً بیس جلدیں اپنے منیجر کے ہاتھ میرے پاس روانہ کیں جو بہت زیادہ قیمتی تھیں میں نے انکار کر دیا وہ منیجر کہنے بھی لگے کہ لے بھی لیجئے ایک رقم ہی ہاتھ آتی ہے جو انکے نزدیک بڑی چیز نہیں میں نے کہا کہ یہ ہے ہدیہ اور حدیث تھادوا تحابوا ہدیہ کی غایت محبت بتلاتی ہے اور موجودہ حالت میں ہدیہ اپنی غایت سے خالی ہے اس لئے یہ قبول کرنا اچھا نہیں ہے۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب

سالکین کے خطوط اور حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ کے جوابات

حال: یہ ضعیف کم ہمتی کا شکار ہے دنیا کے کاموں میں بھی اور دین کے کاموں میں بھی۔

ارشاد: یہی اعتراف عجز ان شاء اللہ باعث رحمت خداوندی ہوگا۔

حال: دین کے کاموں میں جلد بازی سے سوائے نماز روزے کے کوئی نفلی کام نہیں کیا جاتا نہ کبھی ذکر کیا جاتا ہے نہ کبھی نفلی نماز، اشراق، چاشت، اوابین کی پڑھی جاتی ہے نہ کبھی کوئی نفل روزہ رکھا جاتا ہے محض فرض وواجب کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہے، فالحمد للّٰہ علی ذٰلك۔

ارشاد: پانچ نمازوں کے بعد تسبیح فاطمہ پر دوام ذکر کے قائم مقام ہوسکتا ہے اور سنت مؤکدہ کے بعد نوافل دوسری نفلی نماز کا بدل ایسی حالت میں ہوسکتے ہیں، خصوصاً حالت صحت کے اشراق وغیرہ کا ثواب حالت مرض میں بغیر عمل کے ہی ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے اس دربار میں مایوسی نہیں اور نہ ہی ناکامی ہے ہر حالت میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہے، بے فکر رہیں۔

حال: بندہ سوچتا ہے کہ عنقریب اس ناپاک کے وجود سے یہ زمین پاک ہوجائے گی۔

ارشاد: اس کا استحضار سبب ترقی درجات ہے یہ حالت عمدہ حالات میں شمار ہوتی ہے۔

حال: حضرت والا عمت فیوضہ نے تحریر فرمایا ہے ''دینی اور دنیوی نعمتوں کے حصول کی کوشش اور حصول پر شکر ادا کرنا چاہئے'' بندہ کا خیال تھا کہ دنیا اور اس کی کوشش کے ساتھ ازدراً چاہئے لیکن حضرت والا عم فیضہ کے تحریر فرمانے سے پتہ چلا کہ دنیوی نعمتوں کے حصول کی کوشش بھی امر حسن ہے۔

ارشاد: نعماء دنیا نعماء جنت کا نمونہ ہیں صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے لتکون انموذجا لحریر الجنۃ دنیا کی حریر میں سے معمولی ٹکڑا مرد کو استعمال کرنے کی اجازت کی حکمت یہ ہے کہ جنت کی

حریر کا نمونہ ہو جائے تو نعماء دنیا کو نعماء آخرت کا نمونہ سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے اس اعتبار سے یہ نعماء بھی قابل حصول اور لائق تشکر ہیں۔

حال: بچی کا چھوٹا لڑکا پڑوسیوں کے گھر میں پتھر پھینک رہا تھا بچی نے اسے منع کیا اس منع کرنے پر بچی کے خاوند نے اس بچی کے منہ پر ایک زوردار چپت جڑ دی بچی کی مار سے بندہ کا دل بہت دکھتا ہے۔

ارشاد: دکھنا چاہئے یہ طبعی بات ہے، خاوند کی زیادتی ہے مگر آیت لن یُصیبنا الاّ ما کتب اللہ لنا پر توجہ مرکوز رہے تو طبعی اثر میں شدت نہیں رہے گی۔

حال: بندہ کا جی چاہتا ہے کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی تالیفات میں سے قصد السبیل اور تبلیغ دین پڑھے۔

ارشاد: بہت ضروری مفید کتابیں ہیں ان کو حرز جاں بنانا چاہئے، اصلاح باطن کیلئے کیمیا کا حکم رکھتی ہیں، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے فرمایا ''میں نے ساری عمر کا تجربہ اس میں لکھ دیا ہے'' واللّٰہ الموفّق و المعین و ھو یصلح اعمالنا و بالنا۔

حال: بندہ دینی کتابیں پڑھنے میں بہت کم وقت صرف کرتا ہے اس میں بہت تقصیر ہے، ندامت بھی ہے۔

ارشاد: یہ تو بہت خوش آئند ہے۔

حال: بس وہی حال ہے کہ ایک شخص کا کتا بھوک سے مر رہا تھا وہ شخص غم سے رو رہا تھا پاس ہی روٹی کی بھری ٹوکری رکھی تھی لیکن اسے سستی اتنی تھی کہ روٹی نکال کر کتے کو نہیں دے رہا تھا بس یہی حال اس پر کسل کا ہے۔

ارشاد: مگر اس کو اپنے اس عمل پر ندامت کہاں تھی؟ ھذا ھو الفرق بین حالہ و حالکم فافھم و لاتکسل و کن من الشّاکرین۔

حال: یہ ضعیف بعض قلبی میلانات مثل حرص اموال، حسن پسندی، رغبت الی النساء، خوف موت وعدم توکل بصورت انقطاع رزق وغیرہ پر خود کو ملامت کرتا رہتا ہے۔

فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

ایک کھلا خط بنام سابق وزیر اعلیٰ پنجاب

مکرمی جناب غلام حیدر وائیں صاحب جنرل سیکرٹری پنجاب مسلم لیگ (وزیر اعلیٰ پنجاب)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ   مزاج گرامی؟

اخبارات کے ذریعہ معلوم ہوتا رہا کہ آپ کا کنونشن علماءِ پنجاب اور اس سے پہلے کنونشن مشائخ، بحیثیت مجموعی کامیاب رہا، اس پر آپ یقیناً مبارکباد کے مستحق ہیں۔ آپ نے صوبائی کنونشن میں کہا ہے کہ:

مسلم لیگ علماء و مشائخ کو اپنی سیاست کیلئے استعمال نہیں کرے گی بلکہ نظام اسلام کے نفاذ کیلئے ان سے رہنمائی حاصل کرے گی (نوائے وقت ص ۷۔ ۴ر صفر ۱۴۱۳ھ۔

ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ وعدہ کے مطابق آپ اور آپ کی جماعت مسلم لیگ پاکستان میں نظام اسلام کے قیام اور پاکستان کے استحکام کیلئے علماء کرام اور مشائخ عظام کی رہنمائی میں کام کرتی اور کامیابی حاصل کرتی رہے۔ اس وعدہ کا تقاضا ہے کہ ملک میں آئینی طور پر اسلام کو سپریم لاء قرار دیا جائے اور شریعت بنچ کے فیصلہ کے مطابق فی الفور سود کے خاتمہ کا عملی مظاہرہ کیا جائے اور سپریم کورٹ کی اپیل کو واپس لیا جائے۔

تحریک پاکستان میں علماء کرام کا حصہ

آپ کو معلوم ہوگا کہ تحریک پاکستان میں علماء کرام اور مشائخ عظام نے مسلم لیگ کے ساتھ بھرپور مثالی تعاون کیا اور مسلم لیگ کو ہر طرح سے کامیابی سے ہمکنار کیا۔

آج پھر اگر عمائدین مسلم لیگ مقصد پاکستان نظام اسلام کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں اور اس مقصد کے حصول کیلئے عملی اقدام کریں تو علماء اور مشائخ سمیت پوری ملت اسلامیہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں گے، مگر افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ہمارے اکثر رہنماؤں نے قیام پاکستان کے اس عظیم مقصد کو فراموش کر کے اپنی ذاتی اغراض و مفادات کے

پیش نظر اپنی ملی اور سیاسی جماعت مسلم لیگ کو اس کے اصلی مقصد سے ہٹا کر اس کو غلط راستے پر ڈال دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے اور حصے بخرے کر دیئے۔

ٹولیوں میں بٹی ہوئی مسلم لیگ کی شیرازہ بندی کی ضرورت

اب اس کی سخت ضرورت ہے کہ تمام مسلم لیگیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور ٹولیوں میں بٹی ہوئی مسلم لیگ کی شیرازہ بندی کی جائے جب تک اس ملی جماعت کی اجتماعیت اور مرکزیت قائم نہ ہوگی اس وقت تک مخالفین پر پوری طرح اس کا رعب قائم نہیں ہوسکتا اور نہ ہی اس سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہوسکتے ہیں، مشائخ عظام اور علماء کرام کو بھی ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کا یہی مؤثر اور واحد ذریعہ ہے کہ مسلم لیگ کی شیرازہ بندی کر کے اس کو اس کے مقصد یعنی نظام اسلام کے حصول کی طرف لگا دیا جائے اور اس کا بھولا ہوا سبق اس کو یاد دلایا جائے اس کے بغیر علماء کرام کا مسلم لیگ کی حمایت پر اجتماع قطعاً ناممکن ہے۔

ہمارے اکابر علماء کرام نے ہمیشہ مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی

ہمارے اکابر علمائے کرام حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ اور دیگر سینکڑوں علمائے کرام نے ہمیشہ تحریک پاکستان کا ساتھ دیا اور صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں خصوصیت کے ساتھ مسلم لیگ کی بھرپور حمایت کی اور بحمداللہ مسلم لیگ کو کامیابی حاصل ہوئی۔

جناب لیاقت علی خان مرحوم جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ کے حلقہ انتخاب ۱۹۴۶ء میں خصوصیت کے ساتھ مؤخر الذکر تینوں بزرگوں اور ان کے ہزاروں معتقدین نے کانفرنسیں اور جلسے کیے، خدا کے فضل سے لیاقت علی خان مرحوم اس اقلیتی حلقہ انتخاب میں کانگریسی امیدوار سعید احمد کاظمی ایڈووکیٹ کے بالمقابل کامیاب ہوئے۔

لیاقت علی خان مرحوم کا خراجِ تحسین اور اعترافِ حقیقت

حضرات علماء کرام کی کارکردگی کا اعتراف اس چٹھی سے بھی ہوتا ہے جو جناب

لیاقت علی خان مرحوم نے آل انڈیا مسلم لیگ دریا گنج دہلی کے دفتر سے بنام مولانا ظفر احمد عثمانیؒ جاری کی تھی جو درج ذیل ہے:

چٹھی نمبر ۵۰۵ ۱۷ دسمبر ۱۹۴۵ء

محترم مقام زاد اللہ مکارمکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں اللہ پاک نے ہمیں بڑی نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ جیسی ہستیوں کی جدوجہد بہت باعث برکت رہی۔ آپ حضرات کا اس نازک موقع پر گوشۂ عزلت سے نکل کر میدان عمل میں سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرنا بے حد مؤثر ثابت ہوا۔ اس کامیابی پر میں آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں خصوصاً اس حلقۂ انتخاب میں جہاں ہماری لیگ نے مجھے کھڑا کیا تھا۔

آپ کی تحریروں اور تقریروں نے باطل کے اثرات بہت بڑی حد تک ختم کر دیئے، بہر حال اب اس سے بھی سخت تر معرکہ سامنے ہے (صوبائی اسمبلی کے انتخاب کی طرف اشارہ ہے) لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے قوی امید ہے کہ دشمنان ملت اس معرکے میں بھی خاسر و نامراد رہیں گے امید ہے کہ اس عرصہ کیلئے (ڈھاکہ یونیورسٹی) سے رخصت مل جائے گی اور آپ کی تقریریں اور تحریریں اور مجاہدانہ سرگرمیاں آنے والی منزل کی دشواریوں کو بھی معتد بہ حد تک ختم کر سکیں گی۔ والسلام مع الاحترام

لیاقت علی خان (تذکرۃ الظفر ص ۳۷۹)

قائد ملت لیاقت علی خان کا حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کو خراج تحسین درحقیقت سب ہی علماء کرام کی خدمات کا اعتراف تھا اور ان لوگوں کیلئے جو یہ کہتے ہیں کہ ''پاکستان کیلئے قربانیاں دینے والوں میں مُلا کہیں نظر نہیں آیا'' اور اس طرح وہ پاکستان سے علماء کا اثر ورسوخ مٹانے کے درپے ہیں سرمۂ بصیرت اور تازیانۂ عبرت بھی ہے''

حضرت تھانویؒ کے متوسلین کی حمایتِ مسلم لیگ

واقعہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ اور ان کے متوسلین کی حمایت نے مسلم لیگ

میں ایک نئی روح پھونک دی تھی اس کا اعتراف اس وقت کے تقریباً تمام عمائدین مسلم لیگ کو تھا مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے پاکستان الیکشن کے سلسلہ میں ڈھاکہ یونیورسٹی سے رخصت لے کر تقریباً چار ماہ تک ہندوستان کا مسلسل طوفانی دورہ کیا تھا ہر روز جلسہ ہوتا تھا بلکہ ایک دن میں کئی کئی جلسے ہوتے تھے صبح کو کسی جگہ شام کو کسی جگہ رات کو کسی جگہ اوران کا بہت بڑا اثر ہوا تھا ایسے ہی بیانات اور طوفانی دوروں سے ہوا کا رخ بدلا تھا تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تذکرۃ الظفر (تالیف احقر)

رسمِ پرچم کشائی

علماء کرام کی اسی حمایت اور خدمت کا اعتراف تھا کہ قائداعظم نے کراچی میں پاکستان کی پہلی پرچم کشائی کی رسم حضرت العلامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سے اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ سے ادا کرائی تھی۔

دستور اسلامی کی تدوین میں علماء کرام کا تعاون

قیام پاکستان کے بعد اسلامی آئین کی تدوین کے سلسلہ میں علماء کرام نے جو مسلم لیگی حکومت کے ساتھ تعاون کیا اور جو نمایاں خدمات انجام دیں اس کی تفصیل طویل ہے، مختصر یہ کہ ہمارے اکابر علماء قائدین مسلم لیگ کو اس سلسلہ میں ہمیشہ توجہ دلاتے رہے ہیں۔

۱۱ر جون ۱۹۴۷ء کو علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور مولانا ظفر احمد عثمانیؒ وغیرہ کی ملاقات دہلی میں قائداعظم سے ہوئی۔ قائداعظم سے پاکستان میں آئینِ اسلام نافذ کرنے کا مطالبہ کیا گیا پھر ۱۹۴۸ء میں قائداعظم کے دورۂ مشرقی پاکستان کے موقع پر بھی ان کو اس طرف توجہ دلائی گئی۔

قرارداد مقاصد سے بھی پہلے

قرارداد مقاصد سے بھی پہلے ۱۹۴۸ء میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی زیر ہدایت مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی وغیرہ نے تین مہینہ کی محنت میں پاکستان کیلئے دستوری خاکہ مرتب کیا تھا۔ عوام اور علماء کرام دونوں کی امیدیں قائداعظم سے وابستہ تھیں، مگر ۱۱ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو وہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، علامہ عثمانیؒ نے پاکستان کے دستور کو قرآن وسنت کے ڈھانچے میں ڈھالنے کیلئے جو ابتدائی کام کرایا تھا اس کو شدید دھچکا لگا۔

کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام

پھر بھی علامہ عثمانیؒ نے ۹،۱۰ فروری ۱۹۴۹ء کو ڈھاکہ میں ایک عظیم کانفرنس بلائی اور اس سلسلے میں بصیرت افروز خطبہ صدارت پڑھا اور حکومت پر آئین اسلام کیلئے زور دیا۔

قرارداد مقاصد کی منظوری

چنانچہ انہی کوششوں کے نتیجہ میں مارچ ۱۹۴۹ء میں قائد ملت وزیراعظم لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے پہلی دستور ساز اسمبلی سے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو بڑی جامع تاریخی قرارداد مقاصد منظور کرائی جس کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے بعد میں آئین پاکستان کا حصہ قرار دیا اس قرارداد کے مسودہ تیار کرنے اور اس کے منظور کرانے میں دوسرے علماء کرام کے علاوہ شیخ الاسلام مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی محنت اور عرق ریزی کا بڑا دخل تھا۔

بنیادی اصولوں کی کمیٹی

لیاقت علی خان مرحوم نے قرارداد مقاصد منظور کرانے کے بعد آئین کے بنیادی اصولوں کی کمیٹی تشکیل کرائی تھی جس کا کام یہ تھا کہ وہ پاکستان کے دستور کا قرآن وسنت کے مطابق خاکہ تیار کرے مگر وہ خاکہ قرآن وسنت کے مزاج کے مطابق تیار نہ ہوسکا۔

۲۲ رنکاتی متفقہ دستور

اس لئے ۱۹۵۱ء میں مولانا احتشام الحقؒ نے ہر مکتبہ فکر کے علماء کو کراچی میں جمع کیا جس میں ۳۳ علماء کرام کے دستخطوں سے بائیس نکاتی دستور متفقہ طور پر بنا کر حکومت کو بھیج دیا گیا۔

بورڈ آف تعلیمات اسلام

قرارداد پاکستان کی منظوری کے بعد پاکستان کا دستور کتاب وسنت کے مطابق بنانا اصولاً لازمی ہوگیا تھا اس عظیم کام کیلئے ماہرین کی ضرورت تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ ۱۳ ردسمبر ۱۹۴۹ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہوگئے تھے مگر انہوں نے ۱۹۴۹ء میں جس بورڈ کی تجویز پیش کی تھی ارباب حل وعقد نے اس کی منظوری دیدی اور اس بورڈ کی صدارت کیلئے نظر انتخاب حضرت

حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ علامہ سید سلیمان ندوی سابق قاضی القضاۃ بھوپال (انڈیا) پر پڑی جناب لیاقت علی خان وزیر اعظم اور خواجہ شہاب الدین وزیر داخلہ کی کوششوں کے باوجود جب وہ یہاں آنے پر آمادہ نہ ہوئے تو پھر وزیر اعظم نے مولانا احتشام الحق تھانویؒ کو بھوپال بھیجا اور انہوں نے سید صاحب کو تعلیمات اسلامی بورڈ کی صدارت اور دستور اسلامی میں تعاون پر آمادہ کیا۔ چنانچہ جون ۱۹۵۰ء میں سید سلیمان ندوی صاحب پاکستان آ گئے یہ بورڈ مفتی محمد شفیع صاحبؒ سید سلیمان صاحبؒ وغیرہ چھ افراد پر مشتمل تھا اور ۹ راگست ۱۹۴۹ء سے اپریل ۱۹۵۴ء تک تقریباً ساڑھے چار سال نہایت محنت اور عرق ریزی کے ساتھ دستور پاکستان کیلئے سفارشات پیش کرتا رہا لیکن افسوس کہ اس بورڈ کی تمام سفارشات کسی بھی دور کے آئین میں نہ تو روبہ عمل لائی گئیں اور نہ ہی انہیں ارباب حل وعقد نے شائع کیا البتہ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں کسی حد تک ان کی جھلک موجود ہے (البلاغ مفتی اعظم نمبر)

لاء کمیشن

بورڈ آف تعلیمات اسلام کا تعلق تو صرف دستور کی حد تک تھا موجودہ قوانین کو اسلامی ڈھانچہ میں ڈھالنے کیلئے علامہ سید سلیمان ندویؒ نے حکومت پر زور دیا تو ۱۹۵۰ء کے آخر میں لاء کمیشن بنایا گیا جسٹس رشید اور جسٹس میمن ماہر قانون کی حیثیت سے اس بورڈ میں شریک تھے۔

حضرت سید صاحب نے اپنی رکنیت کیلئے یہ شرط رکھ دی تھی کہ ماہر اسلامی قانون کی حیثیت سے مفتی محمد شفیع صاحب کو بھی کمیٹی کا رکن بنایا جائے چنانچہ آپ کو اس کی رکنیت بھی قبول کرنی پڑی۔(البلاغ مفتی اعظم نمبر)

واقعہ یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں خصوصاً ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۷ء تک کے عشرہ میں قائد اعظم اور علماء کرام اور مشائخ عظام کی مشترکہ قیادت ورہنمائی میں مسلمانان ہندوستان نے عظیم مثالی مملکتِ پاکستان حاصل کی اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ایک طرف تو پاکستان کا باقاعدہ تصور علامہ اقبالؒ نے اپنے خطبہ صدارت الہ آباد ۱۹۳۰ء میں مسلمانوں کو دیا اور مسلم لیگ نے اس کو اپنا مطمح نظر اور مقصد بنا کر مسلمانانِ ہند کو اس کیلئے تیار کیا تو دوسری طرف بقول علامہ

عبدالماجد دریا آبادیؒ ۱۹۲۸ء کے لگ بھگ میں اسلامی مملکت کا تصور اسلامی احکامات کے نفاذ کیلئے حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانویؒ بھی دے رہے تھے۔

(دیکھو آپ بیتی عبدالماجد دریا آبادی ص ۳۴۳)

مسلم لیگ کی کانگریس سے علیحدگی

مسلم لیگ کی بنیاد ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں رکھی گئی اور اس وقت سے اس کی قیادت مختلف ہاتھوں میں آتی رہی جیسا کہ ہر سیاسی جماعت کا یہی حال ہوتا ہے کچھ دنوں کانگریس کے ساتھ بھی اس کا اشتراک عمل رہا مسلم لیگ نے کانگریس سے علیحدہ ہو کر دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پہلا الیکشن غالباً ۱۹۳۸ء میں جھانسی میں لڑا اور کامیابی حاصل کی جس کی مبارکبادی کیلئے مولانا شوکت علی وغیرہ عمائدین مسلم لیگ تھانہ بھون حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں آئے تھے حضرت تھانویؒ ہمیشہ سے ہی مسلمانوں کی علیحدہ تنظیم اور دو قومی نظریہ کے تحفظ سے حامی تھے اس خوشی میں شہر میں جلسہ عام بھی کیا تھا اس میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اپنا تائیدی مفصل بیان حضرت کی طرف سے دیا اور پھر حضرت تھانویؒ اور ان کے متوسلین ہمیشہ تحریر و تقریر سے مسلم لیگ کی تائید کرتے رہے، حضرت تھانویؒ قائد اعظم کے نام خطوط بھی ارسال کرتے رہے، بعض وفود میں میرے والد ماجد مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ کا اسم گرامی بھی دوسرے علماء کے ساتھ تجویز ہوا تھا جس کی تفصیل بہت طویل ہے اور مطبوعہ ریکارڈ دفتر مجلس صیانۃ المسلمین جامعہ اشرفیہ لاہور میں موجود ہے۔

پاکستان تمام مسلمانوں کی مجموعی مساعی کا ثمرہ ہے

غرضیکہ تحریک پاکستان میں علماء کرام مسلم لیگ کے ساتھ دوش بدوش کام کرتے رہے اور بھرپور حصہ لیتے رہے اس لئے یہ پاکستان تمام مسلمانوں کی مجموعی مساعی کا ثمرہ اور نتیجہ ہے کسی ایک دو شخصیت اگرچہ اس کا کردار کتنا عظیم اور اس کی خدمات کتنی ہی بلند کیوں نہ ہوں، کی سعی کا ثمرہ نہیں کہلایا جاسکتا اور نہ ہی اس کو کسی شخصیت کی ذاتی جاگیر قرار دیا جاسکتا ہے اس لئے کسی کے شخصی افکار و خیالات اور عقائد پر اس کے نظام کی بنیاد بھی نہیں رکھی جاسکتی بلکہ ایسا کرنا یا کہنا اس کے

وسیع دائرے اور اس کی وسیع حیثیتِ عمل کو تنگی میں تبدیل کرنا ہے۔

بہر حال مسلم لیگ کے زعماء سے باادب گذارش ہے کہ پاکستان کی وسعت اور ہمہ گیر نفع کیلئے اس کو کسی شخص یا ذاتی تخیل کا مرہون منت نہ قرار دیا جایا کرے اور تقریروں اور تحریروں میں ایسے الفاظ سے پرہیز ہی مناسب معلوم ہوتا ہے جس سے کسی کی ذاتی جاگیر کی بو آتی ہو اور اس سے مخالفین غلط فائدہ اٹھا سکتے ہوں۔

قرآن وسنت پر مبنی نظام

قرآن وسنت پر مبنی نظامِ اسلام یقیناً مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے کافی ہے مگر ہمیں اپنی ضرورتوں کو قرآن وسنت کے موافق بنانے کی ضرورت ہے نہ کہ قرآن وسنت کو اپنی ضرورتوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا، یہ کام ماہرین علوم اسلامیہ کا ہے، ہر شخص کا اس میں دخل دینا اور رائے زنی کرنا اس سے اختلاف کی خلیج تو وسیع ہو سکتی ہے مگر مسئلے کا حل نہیں ڈھونڈا جا سکتا کیونکہ مسئلہ اس فن کے ماہرین سے ہی حل ہو سکتا ہے اس کیلئے آئینی طور پر نظریاتی اسلامی کونسل قائم ہے پھر نہ معلوم ہر شخص کے بیانات سے اختلاف کی خلیج کیوں وسیع کی جاتی ہے۔

خلاصہ گذارش

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ مسلم لیگ استحکام پاکستان کے ساتھ اسلامی نظام کیلئے علماء کرام اور مشائخ عظام کی رہنمائی میں ہمہ تن مصروف ہو جائے اور اس کا ہر ممبر اور ہر رکن اس کیلئے جدوجہد کرے اس کیلئے قانونی طور پر درج ذیل امور پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) آئینی طور پر قومی اسمبلی سے اسلام کو سپریم لاء قرار دیا جائے اور اس میں کسی قسم کا استثناء اور شرط کو روا نہ رکھا جائے۔

(۲) شریعت بنچ کے فیصلہ کے مطابق فوری طور پر عملاً سود کا خاتمہ کیا جائے اور سپریم کورٹ سے اپیل کو واپس لیا جائے۔

(۳) اسلامی نظریاتی کونسل نے آج تک جتنا کام کیا ہے اس سب کو بروئے کار

لانا اور اس سب پر عمل کرنا ضروری ہے۔

(۴) علماء کرام اور مشائخ عظام کی شرعی رہنمائی کو شرعی امور میں اہمیت اور فوقیت دی جائے صرف رسمی طور پر رائے کا حاصل کر لینا ہی کافی نہ سمجھا جایا کرے بلکہ جس طرح ہر محکمہ میں اس محکمے کے ماہرین کی رائے کو اہمیت دی جاتی ہے اسی طرح شرعی امور میں علماء کرام کی رائے کو سب سے زیادہ اہمیت دی جایا کرے اور بطور اصول کے اس کو مسلم لیگ کے راہنما اصول میں شامل کیا جائے۔

یہ عریضہ تحریک پاکستان اور اس میں اسلام کی مختصر تاریخ بھی ہے اور آزادی کے موقع پر تحفۂ مبارکبادی کے ساتھ آئندہ کیلئے لائحہ عمل تجویز کرنے کا خاکہ بھی، امید ہے کہ آپ اس پر ضرور غور فرمائیں گے مجھے اندازہ ہے کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں ہمہ وقت بہت مصروف رہتے ہیں مگر یہ عریضہ آپ کی ذمہ داریوں میں آپ کیلئے مددگار ثابت ہوگا، اس لئے اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر ایک نظر اس پر ڈال لی جائے'' کنونشن میں حاضری کی بجائے احقر نے اس عریضہ کو اہمیت دی ہے اور اس کیلئے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالا ہے اور اس کی عام اشاعت کا بھی ارادہ ہے۔

والسلام مع الاکرام

سید عبدالشکور ترمذی

مہتمم مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال، ضلع سرگودھا

ورکن مرکزی شوریٰ مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان

جواب از پرائیویٹ سیکرٹری برائے سابق وزیر اعظم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Prime Minister's Secretariat (Public)

Islamabad.

نمبر۔۹۲/۰۸۹۱۷

مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۲ء

محترم جناب ترمذی صاحب السلام علیکم!

عزت مآب جناب وزیر اعظم صاحب کے نام آپ کے وزیر اعلیٰ پنجاب کو لکھے گئے خط کی کاپی موصول ہوئی۔ نیک خواہشات اور نفاذ اسلام کیلئے سچے جذبے اور تڑپ رکھنے کیلئے وہ آپ کے تہہ دل سے ممنون ہیں۔

تحریک وتعمیر پاکستان میں علماء کرام کی خدمت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ ملک وقوم کی خدمت اور نظام اسلام کے نفاذ کیلئے حکومت کو ان کی راہنمائی کی ضرورت رہے گی۔ ہمیں امید ہے کہ علماء ومشائخ فرقہ پرستی سے بالاتر ہو کر ملک کی ترقی وخوشحالی کیلئے حکومت کی مدد کریں گے۔

والسلام آپ کا خیراندیش

(خیام قیصر)

پرائیویٹ سیکرٹری برائے وزیر اعظم

جناب سید عبدالشکور ترمذی مفتی ومہتمم

مدرسہ عربیہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا)

جواب از سابق صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پریذیڈنٹ سیکرٹریٹ (پبلک)

ایوان صدر اسلام آباد

1198/2/Coard/98

23/ May /1998

مکرمی مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مورخہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۴۱۸ھ بنام صدر پاکستان موصول ہوا۔

آپ کے خیالات ملک وملت کا قیمتی سرمایہ ہیں اور پوری قوم کی ترجمانی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحیح معنوں میں اپنا بندہ بنائے اور اپنے احکامات اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پیروکار بنائے اس کے سوا یقیناً نجات نہ ہے۔

مجھے ہدایت کی گئی ہے کہ میں آپ کے مذکورہ بالا خط کیلئے شکریہ ادا کروں۔

خیر اندیش

(عباس اختر)

ڈائریکٹر (کوارڈ)

مفتی سید عبدالشکور ترمذی صاحب

بانی ومہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

تحریک پاکستان اور علماء دیوبند رحمہم اللہ

قیام پاکستان کیلئے جہاں بہت سی جماعتوں اور تنظیموں نے حصہ لیا وہیں یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس سلسلہ میں علماء دیوبند کی خدمات کو نمایاں حیثیت حاصل ہے اور ان کی جدوجہد تاریخ کا ایک سنہری باب ہے ذیل میں مختصراً چند اہم عظیم اور رہنما شخصیات کا تذکرہ کیا جاتا ہے تاکہ نئی نسل کو معلوم ہو سکے کہ تحریک پاکستان میں اکابر دیوبند کی کیا خدمات ہیں۔

حضرت حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سابق سرپرست دارالعلوم دیوبند اور برصغیر پاک وہند کے جید عالم دین ممتاز دینی علمی رہنما اور وقت کے مجدد سینکڑوں کتابوں کے مصنف، لاکھوں مسلمانوں کے مرشد اور پیشوا تھے، آپ نے پاکستان کا نقشہ سب سے پہلے ۱۹۲۸ء میں پیش کیا، بعد میں علامہ اقبال مرحوم نے اپنے خطبہ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ الہ آباد ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ میں اس تخیل کا اظہار کیا اور پھر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء لاہور میں اس کا بطور ملی نصب العین کے مسلم لیگ کی طرف سے قرارداد پاکستان کی صورت میں مطالبہ کیا گیا مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے الفاظ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے دارالاسلام کی اسکیم ان کے سامنے یوں پیش فرمائی تھی ''جی یوں چاہتا ہے کہ ایک خطے پر خالص اسلامی حکومت ہو سارے قوانین تعزیرات وغیرہ کا اجراء احکام شریعت کے مطابق ہو بیت المال ہو، نظام زکوۃ رائج ہو، شرعی عدالتیں قائم ہوں وغیرہ'' (حکیم الامت نقوش وتاثرات)

مسلم لیگ نے کانگرس سے علیحدہ ہونے کے بعد پہلا الیکشن ۱۹۳۸ء میں جھانسی کے علاقہ میں لڑا تھا، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس میں یہ فتویٰ جاری فرمایا تھا کہ'' کانگرس کو ووٹ نہ دیا جائے'' آپ کے اس فتویٰ کے نتیجہ میں مسلم لیگ کامیاب ہوئی، آپ نے نہایت غور وفکر اور اپنے اصحاب نیز علماء کرام سے مشورہ کے بعد مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کیلئے تنظیم المسلمین کے نام سے سب سے پہلا فتویٰ ۱۰ فروری ۱۹۳۸ء میں جاری فرمایا جس کے طبع ہوتے ہی آپ سے

وابستہ علماء کرام کی عظیم جماعت آپ کے خلفاء عظام ہزاروں تلامذہ اور لاکھوں متوسلین مسلم لیگ کی حمایت کیلئے میدان عمل میں کود پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلم لیگ میں جان پڑ گئی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ اس وقت چونکہ دیوبندی حلقے کے سرخیل تھے اس لئے آپ کے متوسلین کا مسلم لیگ کی حمایت کرنا کوئی تعجب خیز نہ تھا اس سلسلہ میں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی ،علامہ ظفر احمد عثمانی ،حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی ،حضرت مولانا مرتضی حسن چاندپوری ،حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری ،علامہ سید سلیمان ندوی ،حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری ،حضرت علامہ خیر محمد صاحب جالندھری ،حضرت مولانا اطہر علی سلہٹی ،حضرت مولانا شاہ وصی اللہ اعظمی ،حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی ،حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی ،حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی خطیب امت حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی ،حضرت مولانا شبیر علی تھانوی کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں یہ سب حضرات حکیم الامت حضرت تھانوی کے متوسلین ہیں اور ان سب نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور مطالبہ پاکستان کی ہر طرح سے تائید وحمایت کی۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ نے جہاں مسلم لیگ کی حمایت کی وہیں ارباب مسلم لیگ کی دینی مذہبی اصلاح کیلئے کئی وفود بھی قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی خدمت میں بھیجے جنہوں نے مذہبی امور میں ان کی رہنمائی کی چنانچہ ۴ جون ۱۹۳۸ء کو بمبئی میں آل انڈیا مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کیلئے جو وفد تشکیل دیا گیا تھا اس میں علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا شبیر علی تھانوی اور مولانا مفتی عبدالکریم گمتھلوی مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کو بھیجنا تجویز فرمایا تھا، آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس پٹنہ میں مورخہ ۱۶/۱۷ دسمبر ۱۹۳۸ء کو ہوا تو اس میں حضرت مولانا مرتضی حسن چاندپوری کے علاوہ حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی ،مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری ،مولانا عبدالجبار صاحب بھی شریک تھے ،اس وفد نے قائداعظم سے زبانی گفتگو اور حضرت تھانوی کا پیغام بھی ان کو پہنچایا۔

تیسرا وفد آرمی بل سے متعلق قائداعظم مرحوم سے ملا جس میں حضرت مفتی محمد شفیع

صاحب بھی شامل تھے اس کے علاوہ خط و کتابت کے ذریعہ بھی حضرت تھانوی قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کو اپنے مفید اصلاحی مشوروں سے نوازتے رہے، اور یہ سلسلہ آخری وقت تک جاری رہا جس کا اعتراف قائد اعظم کو بھی تھا چنانچہ بمبئی کے تاجروں سے گفتگو کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ''مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم وتقدس اور تقوی اگر ایک پلڑے میں رکھا جاوے اور تمام علماء کا علم وتقدس اور تقوی دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو مجھے یقین ہے کہ ان کا پلڑا بھاری ہوگا وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہیں'' (تعمیر پاکستان اور علماء ربانی)

حضرت حکیم الامت تھانوی کے نام قائد اعظم مرحوم ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

''مجھ کو مولانا مظہر الدین، نیز نواب زادہ لیاقت علی خان صاحب سے گفتگو کرنے کا موقع ملا اور میں بہت زیادہ خوش ہوا یہ معلوم کر کے کہ آپ کو آل انڈیا مسلم لیگ کے مقصد اور پروگرام سے پوری ہمدردی ہے، مجھ کو آپ کا خط ملا، لیکن موجودہ متعدد مشاغل اور عدم حاضری بمبئی کے سبب آپ کو جواب اس سے قبل نہ دے سکا۔ چند نکات جو میرے سامنے پیش کئے گئے میں نے ان کو بغور تحریر کر لیا ہے اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان کے متعلق آپ سے ضرور مشورہ کروں گا جب وقت آئے گا۔

آپ کا خادم محمد علی جناح (مجالس حکیم الامت مفتی محمد شفیع)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی وفات جولائی ۱۹۴۳ء میں ہوئی، آپ کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی، علامہ ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی اور دیگر خلفاء و متوسلین نے آپ کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور مسلم لیگ کی بھرپور تائید کی جس کے نتیجہ میں ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء بروز جمعۃ المبارک ۲۶ر رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان جیسی عظیم مملکت معرض وجود میں آئی۔

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی سابق صدر مہتمم دار العلوم دیوبند

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی عظیم علمی عبقری شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ حضرت شیخ الہند کے مایہ ناز تلمیذ رشید دار العلوم دیوبند کے فاضل استاذ حدیث اور صدر

مہتمم تھے تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات تاریخ کا نا قابل فراموش حصہ ہیں۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپ کے دل و دماغ پر مسلمانوں کے زوال کا بہت اثر تھا اور آپ ہمہ وقت اسی فکر میں تھے کہ مسلمانوں کو اس زوال سے کیونکر نکالا جائے آپ نے اسی غرض کیلئے مسلم لیگ میں شرکت فرمائی۔آپ جمعیت علماء اسلام کے پہلے صدر تھے،۱۹۴۵ء کے انتخابات میں آپ نے کانگرس کا سخت مقابلہ کیا اور مسلم لیگ کی زبردست حمایت کی،علامہ کی کوششوں کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ خان لیاقت علی خان الیکشن میں کامیاب ہوئے،۱۹۴۶ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع میدان میں ہونے والے عظیم الشان جلسہ سے آپ نے جوتاریخی اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا اس سے پنجاب میں برسر اقتدار یونینسٹ پارٹی کے در و دیوار کانپ اٹھے مسلمانوں پر حق واضح ہوا اور لوگ دھڑا دھڑ مسلم لیگ میں شامل ہوگئے۔

صوبہ سرحد کا ریفرنڈم جو مسلم لیگ کیلئے نہایت کٹھن مرحلہ تھا علامہ شبیر احمد عثمانی نے اس کیلئے خود بنفس نفیس سرحد کا دورہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو اپنے زوردار خطاب اور سحر انگیز تقاریر کے ذریعہ مسلم لیگ اور پاکستان کا حامی بنالیا یہ آپ کا عظیم الشان کارنامہ ہے غرضیکہ تحریک پاکستان کیلئے آپکی علمی عملی جدوجہد آپ کی ولولہ انگیز تقاریر اور خطبات نے مسلمانوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور لاکھوں مسلمان مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔۱۴؍اگست ۱۹۴۷ء کو آپ پاکستان تشریف لے آئے،آپ دستور ساز اسمبلی کے اہم رکن بھی تھے اس لئے آپ نے مملکت کے دستور کا اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے بہت جدوجہد فرمائی ستمبر ۱۹۴۷ء میں جب بھارتی فوجوں نے کشمیر پر چڑھائی کی تو علامہ شبیر احمد عثمانی نے کشمیری مسلمانوں کی آزادی کیلئے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا اور کشمیر کے مسلمانوں کی ہر طرح مدد کی۔آپ نے دستور ساز اسمبلی میں رہ کر وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان کے ذریعہ قرارداد مقاصد بھی منظور کروائی جس سے مملکت پاکستان صحیح معنی میں آئینی طور پر بھی اسلامی مملکت بنی،علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا،آپ نے قائداعظم کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ بھی پڑھائی،افسوس دسمبر ۱۹۴۹ء میں یہ عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوگئی۔

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ سابق صدر مفتی دار العلوم دیوبند

آپ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کےخلیفہ ارشد اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے خاص رفقاء میں سے تھے، دار العلوم دیوبند کے فاضل، علامہ انور شاہ کے تلمیذ رشید اور دیوبند کے صدر مفتی اور استاذ الحدیث تھے۔ تحریک پاکستان کیلئے آپ کی علمی عملی سیاسی خدمات نہایت اہم اور غیر معمولی ہیں، ۱۹۴۵ء میں ''کانگرس اور مسلم لیگ کے متعلق شرعی فیصلہ'' کے نام سے آپ نے جو مدلل فتویٰ تحریر فرمایا بجاطور پر علمی حلقوں میں اس سے پاکستان کیلئے راہ ہموار ہوئی اور آپ کی اس تصنیف نے صحیح معنی میں قیام پاکستان کی علمی بنیاد رکھی ''افادات اشرفیہ در مسائل سیاسیہ'' کے نام سے آپ نے اس موضوع پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے دس رسائل اور متفرق مضامین بر وقت جمع فرما کر شائع کئے جس سے مسلم لیگ کو بہت ہی فائدہ پہنچا اور یہ مجموعہ بہت مؤثر ثابت ہوا۔ ۲۷ نومبر ۱۹۴۵ء کے انتخابات میں لیاقت علی خان مرحوم سہارنپور اور مظفر نگر کے حلقہ انتخاب سے کھڑے ہوئے تو ان کی کامیابی میں آپ کے فتاویٰ نے بڑا مؤثر کردار ادا کیا۔ آپ جمعیت علماء اسلام کی مجلس عاملہ کے باقاعدہ رکن تھے، جنوری ۱۹۴۷ء میں حیدرآباد سندھ میں جمعیت علماء اسلام نے عظیم الشان کانفرس کی اس میں آپ نے جو خطبہ پڑھا وہ سیاست کے اسلامی اصولوں کا بے نظیر مرقع تھا۔ ۹ جون ۱۹۴۷ء کو قائد اعظم نے مرکزی اسمبلی کے تمام مسلم ارکان کا اجلاس دہلی میں طلب کیا علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ اس میں آپ کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ جب ۱۱ جون ۱۹۴۷ء کو علامہ عثمانی، علامہ ظفر احمد تھانوی اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کی قائد اعظم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے صوبہ سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم میں ان حضرات سے کام کرنے کی درخواست کی چنانچہ علامہ ظفر احمد صاحب نے سلہٹ اور علامہ شبیر احمد عثمانی اور آپ نے سرحد کا تاریخی دورہ کیا اس کیلئے آپ نے رات دن ایک کر دیا اللہ تعالیٰ نے فتح مبین عطا فرمائی اور سرحد پاکستان کا حصہ بن گیا پاکستان بننے کے بعد آپ پاکستان تشریف لے آئے یہاں بھی آپ نے قرارداد مقاصد بورڈ آف تعلیمات اسلام کی رکنیت، لاء کمیشن کی رکنیت جیسے اہم امور میں غیر معمولی خدمات انجام دیں اس کی پوری تفصیل ماہنامہ

البلاغ کے مفتی اعظم نمبر میں قابل ملاحظہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ خلیفہ ارشد حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ

آپ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خواہر زادہ مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل علامہ خلیل احمد سہارنپوری کے تلمیذ رشید خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون کے استاذ اور مفتی، اعلاء السنن، احکام القرآن، امداد الاحکام جیسی عظیم تفسیری حدیثی اور فقہی کتابوں کے مصنف بے نظیر محدث مفتی اور مفسر جلیل القدر عالم دین ہزاروں علماء کرام کے استاذ روحانی پیشوا عظیم مربی ومزکی تھے تحریک پاکستان میں آپ کی سنہری خدمات تاریخ کا ایک عظیم باب ہیں پاکستانی الیکشن کے سلسلہ میں تقریباً چار ماہ تک آپ نے ایسا تاریخی اور طوفانی دورہ فرمایا جس کی لپیٹ میں یوپی، بہار، بنگال، پنجاب، سندھ اور سرحد سبھی آگئے، آپ نے جس ہمت اور استقلال سے مہم سر کی اس کی مثال بہت ہی کمیاب ہے اس دور میں جلسوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ہر روز جلسہ ہوتا تھا بلکہ ایک ہی دن میں کئی کئی جگہ جلسے ہوتے تھے صبح کہیں اور شام کہیں اور عشاء کے بعد کسی اور جگہ اس جدوجہد میں آپ کے ہم عصر بھی ہمت ہار گئے اور آپ کا ساتھ نہ دے سکے بعض مقامات پر آپ تن تنہا پہنچے آپ جہاں جاتے پاکستان کے حق میں لوگ آپ کی آواز پر لبیک کہتے یوں چار ماہ کی مسلسل بے مثال محنت کے نتیجہ میں عامۃ المسلمین کانگرس کی متحدہ قومیت کو چھوڑ کر مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے یہ تمام تر آپ کی عظیم قربانیوں کا نتیجہ تھا اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو زبردست کامیابی عطا فرمائی اس تمام تر کامیابی کا سہرہ علامہ ظفر احمد عثمانی ہی کے سر ہے۔

قائداعظم مرحوم کو سرحد اور سلہٹ کے ریفرنڈم کا بے حد فکر تھا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ اور حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ جو جمیعت علماء اسلام کے عظیم رہنما تھے انہوں نے ۱۱جون ۴۷ء کی ملاقات میں صاف طور پر قائداعظم کو کہہ دیا تھا کہ آپ اس بات کا اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا پھر ہم ان صوبوں کا دورہ کریں گے ان شاء اللہ مسلم لیگ کو ضرور کامیابی ہوگی، قائداعظم نے اس پر کہا کہ آپ میری طرف سے اعلان کر دیں کہ پاکستان کا آئین اسلامی ہوگا چنانچہ اس کے بعد علامہ ظفر احمد عثمانی نے سلہٹ کے ریفرنڈم میں نمایاں اور

اہم کردار ادا کیا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلم لیگ کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔

جس حلقہ میں لیاقت علی خان مرحوم الیکشن لڑ رہے تھے علامہ ظفر احمد عثمانی کی تحریر اور تقریر نے باطل کے اثرات کو وہاں ختم کر کے رکھ دیا اور لیاقت علی خان کو بڑی نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اس کامیابی پر انہوں نے آپ کو ڈھاکہ سے شکریہ کا خط ان الفاظ میں لکھا۔

قائد ملت کا مکتوب

محترم المقام زاد اللہ مکارمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث اس سے قبل آپ کو خط نہ لکھ سکا مرکزی اسمبلی کے انتخابات میں اللہ پاک نے ہمیں بڑی نمایاں کامیابی عطا فرمائی اور اس سلسلہ میں آپ جیسی ہستیوں کی جدوجہد بہت باعث برکت ہوئی آپ حضرات کا اس نازک موقع پر گوشۂ عزلت سے نکل کر میدان عمل میں سرگرمی کے ساتھ جدوجہد کرنا بے حد مؤثر ثابت ہوا اس کامیابی پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں خصوصاً اس حلقہ انتخاب میں جہاں ہماری لیگ نے مجھے کھڑا کیا تھا آپ کی تحریروں اور تقریروں نے باطل کے اثرات بہت بڑی حد تک ختم کر دیئے (تفصیل کیلئے تذکرۃ الظفر مؤلفہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ ملاحظہ کریں)

جناب نواب زادہ لیاقت علی خان مرحوم وزیر اعظم پاکستان اور جناب قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کے اس خراج تحسین اور اعتراف حقیقت سے واضح ہے کہ علماء دیوبند نے تحریک پاکستان میں نہ صرف یہ کہ حصہ لیا بلکہ نہایت مؤثر اور قائدانہ کردار ادا کیا، اور ان حضرات کی خدمات اس سلسلہ میں نہایت درجہ اساسی اور بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ اور یہ اعتراف ان لوگوں کیلئے بھی سرمہ بصیرت اور تازیانہ عبرت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کیلئے قربانیاں کرنے والوں میں ملا کہیں نظر نہیں آتا، ساتھ ہی ان لوگوں کیلئے چشم کشا بھی جو بلا وجہ علماء دیوبند کو بدنام کرنے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ علماء دیوبند نے مکمل طور پر پاکستان کی مخالفت کی، حالانکہ دارالعلوم کے سرپرست حضرت حکیم الامت تھانوی، صدر مہتمم حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، صدر مفتی حضرت

مفتی محمد شفیع، علامہ ظفر احمد عثمانی تھانوی اور دیگر اکابرین علماء دیوبند نے نہ صرف مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کی تائید کی بلکہ اس کی حمایت میں علمی عملی فکری نظری ہر اعتبار سے اس میں بھرپور حصہ لیا اور مسلم لیگ میں ایک نئی روح پھونک دی جس کا اعتراف مسلم لیگ کے تمام عمائدین کو تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء دیوبند مسلم لیگ کی حمایت نہ کرتے تو جمعیت علماء ہند جس میں مشاہیر علماء کی ایک بڑی جماعت تھی، جو کانگرس کی حمایت کررہی تھی، ان حالات میں مسلم لیگ کیلئے اس کا مقابلہ اور اس کے مقابلہ میں کامیاب ہونا از بس دشوار تھا اللہ تعالیٰ ہمارے ان تمام اکابر کو اجر عظیم عطا فرمائے جنہوں نے محض لوجہ اللہ تحریک پاکستان میں سنہری خدمات انجام دیں جن کے نتیجہ میں یہ عظیم مملکت اسلامیہ پاکستان معرض وجود میں آئی ان حضرات کی خدمات کا انکار کسی بھی مورخ اور منصف کیلئے آسان نہیں ہے ۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

آخر میں دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس ملک کی حفاظت فرمائے اور اصل منزل مقصود نفاذ اسلام کے پانے میں اس کو کامیابی سے ہمکنار کریں، آمین۔

....

ارشاد:

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ

حسن افغانی رحمہ اللہ ایک بزرگ تھے جن کو قرآن پاک کی صرف چند سورتیں یاد تھیں اور کچھ لکھے پڑھے نہیں تھے، یہ خلیفہ تھے حضرت شیخ بہاؤالدین ملتانی قدس سرہ کے جو خلیفہ ہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے حسن افغانی رحمہ اللہ امی ہونے کے باوجود قرآن پاک کی آیت اور عربی زبان کے دوسرے کلام میں امتیاز کرلیا کرتے تھے، بیضاوی وغیرہ کی عبارتیں پڑھ کران کا امتحان لیا گیا مگر یہ کمال تھا کہ فوراً بتادیا کرتے تھے کہ یہ کلام اللہ شریف کی آیت ہے، یہ آیت نہیں ہے عربی عبارت ہے۔

اسی طرح شیخ عبدالعزیز دباغ کا واقعہ تبریز میں مذکور ہے کہ امی ہونے کے باوجود آیات قرآنی کے علاوہ احادیث مقدسہ کو بھی کلام عرب سے ممتاز کردیا کرتے تھے ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ کلام الٰہی کے ساتھ میں ایک نور پاتا ہوں جو فرش سے عرش تک ہوتا ہے۔

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا منہج

تحقیقی جائزہ

سنت کی روشنی میں سرقہ کی وضاحت

آیت قرآنی السارق والسارقة سے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ حکم ہر قسم کے چور کیلئے عام ہے خواہ اس نے ایک روپیہ چوری کیا ہو یا ایک لاکھ لیکن سنت نے اس حکم میں تخصیص کی اور حکم دیا کہ نصاب سے کم مالیت کی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کٹے گا، گویا سنت نے آیت کے حکم کو صرف اس چور کے ساتھ مخصوص کر دیا جس نے کم از کم نصاب کی مالیت چرائی ہو۔

اسی طرح مذکورہ آیت میں اس بات کی کوئی تفصیل نہیں تھی کہ چور کا ہاتھ کس زمانے میں کاٹا جائے اور کس زمانہ میں نہ کاٹا جائے لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قحط سالی کے زمانے میں چوروں کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں چنانچہ حضرت ابو امامہ سے مروی ہے لاقطع فی زمن المجاع قحط سالی کے زمانہ میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔

اس حدیث کی بنا پر حضرت عمر نے زمانۂ قحط میں یہ سزا موقوف فرما دی اسی طرح قرآن کریم کے عام حکم میں ہر چوری داخل ہے خواہ وہ پھلوں ہی کی کیوں نہ ہو، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لاقطع فی ثمر۔

حدود میں شہادت کی شرائط

حدود کے نفاذ میں شریعت اسلامیہ نے ضابطۂ شہادت بھی عام معاملات سے ممتاز اور بہت محتاط بنایا ہے، زنا کی سزا میں تو دو گواہوں کی بجائے چار گواہوں کو شرط قرار دے دیا اور وہ بھی جبکہ وہ ایسی عینی گواہی دیں جس میں کوئی لفظ مشتبہ نہ رہے۔

چوری وغیرہ کے معاملہ میں اگرچہ دو ہی گواہ کافی ہیں مگر ان دو کیلئے عام شرائط شہادت کے علاوہ کچھ مزید شرطیں بھی عائد کی گئی ہیں، مثلاً دوسرے معاملات میں مواقع ضرورت میں قاضی

کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کسی فاسق آدمی کے بارہ میں اگر قاضی کو اطمینان ہوجائے کہ عملی فاسق ہونے کے باوجود یہ جھوٹ نہیں بولتا تو قاضی اس کی گواہی کو قبول کرسکتا ہے لیکن صرف حدود میں قاضی کو اس کی گواہی قبول کرنے کا اختیار نہیں عام معاملات میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے مگر حدود میں دو مردوں کی گواہی ضروری ہے۔

عام معاملات میں شریعت اسلام نے تمادی یعنی مدت دراز گذر جانے کو عذر نہیں قرار دیا واقعہ کے کتنے ہی عرصہ کے بعد کوئی گواہی دے تو قبول کی جاسکتی ہے لیکن حدود میں اگر فوری گواہی نہ دی بلکہ ایک مہینہ یا اس سے زائد دیر کر کے گواہی دی تو وہ قابل قبول نہیں۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے:وشرائط قبول البینة فی باب السرقة بعضها یعم البینات کلها وقد ذکرنا ذٰلك فی کتاب الشهادات، وبعضها یخص ابواب الحدود والقصاص وهو الذکورة والعدالة والاصالة،فلا تقبل فیها شهادة النساء ولا شهادة الفساق ولا الشهادة علی الشهادة،لان فی شهادة هؤلاء زیادة شبهة لاضرورة الی تحملها فیما یحتال لدفعه ویحتاط لدرئه۔ وکذا عدم تقادم العهد الافی حد القذف والقصاص ،حتی لو شهدوا بالسرقة بعدحین لم تقبل ولا یقطع ویضمن المال الخ

اس بات پر اجماع ہونا کہ پہلی مرتبہ چوری کی صورت میں دایاں ہاتھ کاٹا جائے حضرت مفتی صاحب علامہ ابوبکر جصاص کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے پہلی مرتبہ چوری کی صورت میں چور کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے،پس ارشاد باری تعالی ایدیهما سے مراد ایمانهما ہے یعنی دایاں ہاتھ مراد ہے لفظ الایدی جمع لائے یہ اس بات پر دلالت ہو رہی ہے کہ ہر چور کا ایک ہاتھ کاٹا جائے گا،جیسا کہ سورۂ تحریم میں فرمایا ان تتوبا الی اللّٰه فقد صغت قلوبکما یعنی اگر تم توبہ کرتی ہو تو تمہارے دل جھک پڑے ہیں،باوجودیکہ ایک عورت کا ایک دل ہوتا ہے اس کے باوجود قلب کی جمع قلوب کی اضافت کی ہے اسی طرح ایدی بھی جمع لائے باوجودیکہ ہر ایک کا ایک ہاتھ مراد ہے اور وہ دایاں ہاتھ ہے۔

۴۔احکام المرافعات واجراءات مدنیہ یا جنائیہ

ان کا تعلق فیصلہ، شہادت اور قسم وغیرہ سے ہوتا ہے اور ان کا مقصد لوگوں میں عدل قائم رکھنا ہے۔

قوله تعالى :يايها الذين امنوا كونوا قوامين لله شهداء بالقسط

يجب على الحاكم العدل بين الخصوم

قال القرطبي :والمعنى اتممت عليكم نعمتي فكونوا قوامين لله اى لاجل ثواب الله فقوموا بحقه واشهدوا بالحق من غيرميل الى اقاربكم وحيف على اعدائكم وقال الجصاص :بسنده ان رسول الله ﷺ قال :من ابتلى بالقضاء بين المسلمين فليعدل بينهم فى لحظه واشارته ومقعده لايرفع صوته على احد الخصمين مالم يرفع على الاخر۔

يجب اقامة الشهادة على الظالم للمظلوم

قال الجصاص :قوله :"وشهداء بالقسط "يعنى بالعدل قدقيل فى الشهادة :انما الشهادات فى حقوق الناس ـروى ذلك عن الحسن وهومثل قوله :"كونوا قوامين بالقسط شهداء لله ولوعلى انفسكم "

الفرق بين آية النساء وآية المائدة

ان سبب العدوان وترك العدل شيئان امامحبته احدالفريقين او عداوته والمذكور فى النساء السبب الا ول كما دل عليه قوله تعالى : "ولوعلى انفسكم اوالوالدين والاقربين "وذكر هناالسبب الثانى ولفظ "ولايجرمنكم شنأن "دليل صريح على هذا لاتكرار بين الآيتين بعد فرق المذكور قاله حكيم الامة التهانوى فى بيان القرآن له۔

سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸ یایها الذين امنوا كونوا قوامين لله شهداء

بالقسط کے تحت علامہ قرطبی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

اتممت علیکم نعمتی سے مراد یہ ہے کہ:

پس تم اللہ کیلئے قائم کرنے والے یعنی اللہ کے اجر کی وجہ سے پس تم اس کے حق کو قائم کرو، اپنے اقارب کی طرف میلان اور اپنے دشمن پر ظلم کئے بغیر سچی گواہی دو۔

علامہ جصاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

جس شخص کو مسلمانوں کے درمیان قضا کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا پس وہ اپنے دیکھنے، اپنے اشارہ کرنے اور اپنے بیٹھنے میں عدل وانصاف سے کام لے اور خصمین میں سے کسی ایک پر اپنی آواز بلند نہ کرے جب تک کہ دوسرے پر آواز بلند نہ کرلے۔

مظلوم کے حق میں ظالم کے خلاف گواہی قائم کرنے کا وجوب

علامہ جصاص فرماتے ہیں کہ:

شہداء بالقسط یعنی عدل وانصاف والی گواہی مراد ہے، شہادت یعنی گواہی کے بارے کہا گیا ہے کہ یہ لوگوں کے حقوق میں سے ہے یہ قول حضرت حسن سے بھی منقول ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی مثل ہے فرمایا:

کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم۔

اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی قائم کرنے والے ہو جاؤ۔

سورۃ النسا اور سورۂ مائدہ کی آیت میں فرق

حضرت مفتی صاحب بیان القرآن کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

عدوان اور ظلم کے دو سبب ہیں، دونوں فریقین میں سے کسی ایک کی محبت یا اس کی عداوت ہے، سورہ النساء کی آیت میں پہلا سبب محبت ہے اور اس پر آیت قرآنی دلالت کر رہی ہے **ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین** اور سورۂ مائدہ میں دوسرا سبب عداوت ہے جیسا کہ اشارہ موجود ہے **ولا یجرمنکم شنأن** اس پر صریح دلیل ہے، مذکورہ فرق کی وضاحت کے بعد دونوں آیتوں میں کوئی تکرار نہیں ہے۔ (جاری ہے)

امداد السائل فی الاحکام والمسائل فقیہ العصر حضرت مفتی سید عبد الشکور ترمذی قدس سرہ

الاستفتاء

انجکشن سے روزہ کے عدم فساد کی تحقیق

طبی میدان میں جدید طریقے اور علاج ومعالجے کی نت نئی صورتیں ایجاد ہونے کے بعد بے شمار مسائل کی تحقیق کی ضرورت پیش آ گئی ہے۔انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ تھا کہ روزہ کی حالت میں انجکشن اور ٹیکہ لگوانے سے روزہ فاسد ہوجائے گا یا نہیں؟اس بارے میں بعض لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ اس سے روزہ فاسد ہوجائے گا اور اس کی وجوہات بھی انہوں نے بیان کی تھیں،لیکن حضرت فقیہ العصر رحمہ اللہ نے اس موقف کو غیر درست قرار دیا اور درج ذیل مدلل ومحقق مضمون اس بارے میں تحریر فرمایا:

بعض اہل علم نے تو انجکشن سے روزہ کے فاسد ہوجانے کا فتوی دیدیا اور اس کی وجہ یہ لکھی کہ: (۱) ٹیکہ سے غذا وغیرہ جو کھانے پینے سے حاصل ہوتی ہے وہی حاصل ہوسکتی ہے۔ (۲) ٹیکہ سے زبان پر ذائقہ آ جاتا ہے۔(۳) احتقان اور سعوط پر اس کا قیاس بہت قریب ہے۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جتنے دلائل اوپر پیش کئے گئے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔وجہ اس کی یہ ہے کہ انجکشن کے ذریعہ جو دوا وغیرہ بدن میں پہنچائی جاتی ہے تو وہ جوف عروق (رگوں کے اندر) میں پہنچتی ہے اور خون کے ذریعے شرائین یا اَوْرِدَہ میں اس کا سریان ہوتا ہے تو جس جس جگہ خون کا دوران ہوگا صرف اسی جگہ میں خون کے ساتھ دوا بھی پہنچے گی اور عروق میں کوئی منفذ (راستہ) جس سے ہوکر دوا وغیرہ معدہ میں پہنچ جائے البتہ مسامات کے ذریعہ چھن کر دوا کا اثر معدہ میں پہنچتا ہے۔لیکن فساد صوم کے لئے دوا وغذا کا جوفِ معدہ میں بذریعہ منفذ کے پہنچنا شرط ہے۔مسامات کے ذریعہ بدن میں پہنچنا مفسد صوم نہیں۔کیونکہ مسامات کے ذریعہ دوا کا اثر ہی پہنچتا ہے جوہر نہیں پہنچتا۔اور اگر جوہر کا پہنچنا ثابت ہو تو بھی مفسد نہیں،کیونکہ بذریعہ منفذ نہیں پہنچا۔اسی لئے فقہاء نے ہر زخم پر دوا ڈالنے کو مفسد صوم نہیں کہا بلکہ جائفہ اور آمۃ کی قید لگائی ہے۔کیونکہ ان ہی دو قسم کے زخموں کے ذریعہ دوا جوف بطن اور جوف

دماغ میں پہنچتی ہے۔اگر جوف عروق میں دوا کا پہنچنا مفسد صوم ہوتا تو جوف عروق کے اندر تو **جائفہ** اور آمة کے علاوہ دوسری قسم کے زخموں سے بھی دوا پہنچ جاتی ہے۔دلیل اس کی یہ ہے کہ درمختار میں ہے(اوداوی جائفة او آمة) فوصل الدواء حقیقة الی جوفه ودماغها **اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں**:اشار الی ان ماوقع فی ظاهر الروایته من تقیید الافساد بالدواء الرطب مبنی علی العادة من انه یصل والاقالمعتبر حقیقة الوصول حتی لوعلم وصول الیابس افسداوعدم وصول الطری لم یفسدوانما الخلاف اذالم یعلم یقینا فافسدبالطری حکما بالوصول نظرا الی العادة ونفیاه کذاافاده فی الفتح(ص ١٤٠ ج ٢)

اور **جوفِ دماغ** میں دوا کے پہنچنے کے بعد بذریعہ منفذ اس کا جوف معدہ میں پہنچ جانا **عادت اکثریہ** ہے۔قال فی البحروفی التحقیق ان بین الجوفین منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الرأس یصل الی جوف البطن ۔(ص۱۴۰ج۲)

حاصل یہ کہ فساد صوم کا اصل مدار جوف معدہ میں کسی غذا ودوا کے پہنچنے پر ہے۔اسی وجہ سے **حقنہ** اور **قطور** (کان میں دوا ڈالنا)اور **سعوط** (ناک میں دوا ڈالنا) کو بھی مفسد صوم تبعاً **لجوف المعدہ** کہا گیا ہے،کیونکہ ان کے ذریعے دوا جوف معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

شامی میں ہے: قلت ولم یقیدوا الاحتقان والاستعاط والا قطار بالوصول الی الجوف لظهوره فیها والافلا بد منه حتی لوبقی السعوط فی الانف ولم یصل الی الرأس لایفطر ویمکن ان یکون الدواء راجعا الی الکل تامل (ج۲ص۱۴۰)اوربدائع میں ہے : وما وصل الی الجوف اوالی الدماغ عن المخارق الاصلیه کا الانف والاذن والدبربان استعط او احتقن اواقطرفی اذنه فوصل الی الجوف اوالی الدماغ فسد صومه اما اذا وصل الی الجوف فلاشك فیه لوجود الاکل من حیث الصورة وکذا اذا وصل الی الدماغ لان له منفذاالی الجوف فکان بمنزلة زاویة من زوایا الجوف واما ماوصل

الی الجوف اوالی الدماغ من غیر مخارق الاصلیة بان داوی الجائفة والامة فان داواھا بدواء یابس لایفسد لانہ لم یصل الی الجوف ولاالی الدماغ ولوعلم انہ وصل یفسدا (ازامدادالفتاوی ج۲ص۱۳۱)

جب حقنہ اور سعوط میں دوا معدہ کے اندر بذریعہ منفذ پہنچتی ہے اور اسی پر افطار کا مدار ہے تو اب انجکشن کا حقنہ اور سعوط پر قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ انجکشن کے ذریعے دوا معدہ میں بواسطہ منفذ کے نہیں پہنچتی اور اگر کسی انجکشن کے بعد اس کا ذائقہ زبان پر آجاتا ہے تو وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کبھی سرمہ وغیرہ کے آنکھ میں لگانے کے بعد اس کا اثر حلق میں آجاتا ہے۔ مگر یہ اثر مسامات کے ذریعے آتا ہے۔ آنکھ اور حلق کے درمیان میں کوئی منفذ نہیں ہے اور مسامات کے ذریعہ کسی چیز کا صرف اثر ہی پہنچ سکتا ہے جوہر شئے نہیں پہنچ سکتا اور مفسد صوم جوہر شئے کا بذریعہ منفذ پہنچنا ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (قولہ وان وجدطعمہ فی حلقہ) ای طعم الکحل اوالدھن کمافی السراج وکذا لوبزق فوجد لونہ فی الاصح بحر قال فی النھر لان الموجود فی حلقہ اثر داخل من المسام الذی ھو خلل البدن والمفطر انما ھو الداخل من المنافذ لاتفاق علی ان من اغتسل فی ماء فوجدبردہ فی باطنہ انہ لایفطر (ص۱۳۴ج۲) اور ہدایہ میں ہے: لانہ لیس بین العین والدماغ منفذ والدمع یترشح کالعرق والداخل المسام لاینافی کمالواغتسل بالماء البارد (ہدایہ ص۱۹۷ج۱) اور اس کے حاشیہ میں ہے: لانہ لیس بین العین والدماغ منفذ فماوجد انما ھواثرہ لاعینہ حاشیہ (ص۱۹۷ج۱)

اس جگہ اس مسئلہ پر بھی تنبیہ کرنا ضروری معلوم ہوا جو بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں آنکھ کے اندر تر دوا کے ڈالنے کو منع سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے، آنکھ میں تر یا خشک کسی قسم کی دوا روزہ کے لئے مفسد نہیں۔ کیونکہ آنکھ میں دوا ڈالنے سے دماغ میں نہیں پہنچتی۔ اس لئے کہ حسب تصریحات فقہاء آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ (بارہ مہینوں کے فضائل واحکام ص۲۲۴ تا ۲۲۷)

تعارف وتبصرہ

نام کتاب: تبلیغی جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے نشانہ تنقید پر صفحات: ۳۵
مصنف: حافظ نثار احمد الحسینی زیدمجدہم ناشر: مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرو اٹک

دین کے ہر شعبہ میں علماء دیوبند کی مساعی جمیلہ اظہر من الشمس ہیں درس وتدریس، اصلاح وارشاد، دعوت وتبلیغ تصنیف وتالیف تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کی گراں قدر خدمات کوشرف قبولیت سے نواز کرتمام اطراف عالم میں پھیلا دیا۔

علماء دیوبند کی دینی خدمات میں سے ایک خدمت دعوت وتبلیغ کے عنوان سے بھی ہے، ہر شخص جس طریق سے بھی دین کی خدمت سرانجام دے رہا ہے وہ مبلغ اسلام ہے، تبلیغی جماعت بھی اسی دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو سرانجام دے رہی ہے جس کا داعیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پیدا فرمایا اوراس کے عمومی فائدہ سے انکار نہیں کیا جا سکتا، بعض حضرات اپنی بدقسمتی سے تبلیغی جماعت اوراس کے نصاب کو شروع سے ہی نشانہ تنقید بناتے رہے۔حال ہی میں ایک صاحب نے تحفۃ الاشاعۃ فی احوال التبلیغ و الدعوۃ لکھ کراس جماعت کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے فاضل مصنف مدظلہم نے اپنے اس مختصر رسالہ میں نہایت ہی احسن انداز سے تحفۃ الاشاعۃ کا جائزہ لے کران کے بے جا اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

نام کتاب: معارف مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ صفحات: ۵۳۹
افادات: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
مرتب: مولانا سید محمد اکبر شاہ بخاری مدظلہ ناشر: زمزم پبلشرز کراچی

پیش نظر کتاب کے بارے میں حضرت الاستاذ مولانا ارشاد احمد صاحب دامت برکاتہم مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا تحریر فرماتے ہیں کہ ”زیر نظر کتاب ”معارف مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ“ میں حضرت اقدس قبلہ مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند اہم خطبات ومقالات اور ملفوظات وارشادات کو یکجا جمع کیا گیا ہے جن کے پڑھنے سے قلب میں نورانیت اور عمل صالح کا

جذبہ زندہ ہوتا ہے درحقیقت بزرگوں اور اکابر کے علوم ومعارف ،مواعظ حسنہ اور مقالات ومضامین ان کی محبت کے قائم مقام ہوتے ہیں اس حوادث زمانہ نے ایمانی چنگاری کو زائل کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے اس لئے اکابر کے یہ مواعظ وخطبات اور مقالات وملفوظات بزرگان دین کی محبت ومعیت کا بہترین بدل بھی ہیں اور حفاظت دین وایمان کا ذریعہ بھی ہیں'' اللہ تبارک وتعالیٰ مرتب کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور ان کی خدمات کو قبول ومنظور فرمائیں آمین۔

نام کتاب: الطریق النجاح لتعارف الالفاظ المصطلحۃ

مؤلفہ: استاذ العلماء حضرت مولانا ابوسعید اللہ بخش ظفر صاحب مدظلہ **صفحات:** ۳۲

ناشر: مکتبہ رحمانیہ محلہ تھہیم نگر نز د رمضانیہ مسجد عقب ڈسٹرکٹ ہسپتال مظفر گڑھ

حضرات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے قرآن وحدیث اور تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم کو سامنے رکھ کر چند اصول مرتب کئے ہیں جن کے ذریعے قرآن وحدیث سے استنباط واستخراج مسائل کا علم ہوتا ہے اسی کا نام اصول فقہ ہے اس فن پر مشتمل بعض اہم کتب دینی مدارس کے نصاب میں بھی داخل ہیں زیر تبصرہ رسالہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا اللہ بخش ظفر صاحب مدظلہم مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان نے اصول فقہ کے ستاسی (۸۷) اصطلاحی الفاظ کی تشریح مع امثلہ بڑے ہی عمدہ پیرایہ میں پیش کی ہے جس سے ہر طالب علم آسانی تمام اصطلاحات کو یاد کرسکتا ہے اور رسالہ ہذا تمام اصول فقہ کی کتابوں کو سمجھنے میں یقیناً معین ثابت ہوگا۔

نام کتاب: یہ عبرت کی جا ہے تماشہ نہیں ہے **مرتب:** حافظ محمد صابر صفدر صاحب

صفحات: ۱۶۷ **ناشر:** عمر پبلی کیشنز یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

وعظ ونصیحت میں واقعات وحکایات کا بیان کرنا اصلاح اعمال کیلئے ایک نسخہ اکسیر ہے قرآن مجید میں مختلف قوموں کے حالات وواقعات کے بیان کرنے کا مقصد بھی ان سے عبرت ونصیحت حاصل کرنا ہے زیر تبصرہ کتاب میں جناب حافظ محمد صابر زید فضلہ نے بڑی محنت کے ساتھ نصیحت آموز واقعات وحکایات کو مختلف کتابوں سے یکجا جمع کیا ہے، ان شاء اللہ یہ کتاب ہر طبقہ کے لوگوں کیلئے مفید ہوگی اور اس کے مطالعہ سے عمل کا جذبہ پیدا ہوگا۔ (مظفر مسعود)

مفتی محمد عبداللہ چنیوٹی

اخبار الجامعہ

۲۳ جمادی الاخریٰ: حضرت صدر جامعہ مدظلہ نے تحصیل ساہیوال میں پیر مقبول حسین شاہ کھگہ کا آٹھ بجے شب نکے والی جنازہ گاہ میں نماز جنازہ پڑھایا اور پھر مدرسہ مظہر العلوم چک نمبر ۱۹۰ شمالی میں عشاء سے قبل مشکوۃ شریف اور بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا۔

۲۴ جمادی الاخریٰ: جامعہ کے استاد مولانا محمد کامل الدین صاحب کا میلووال میں نکاح مسنون پڑھایا اس تقریب میں جامعہ کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب نے بھی شرکت فرمائی عشاء کے بعد تحصیل ساہیوال میں خادم مدرسہ چوہدری محمد شریف کا جنازہ پڑھایا۔

۲۵ جمادی الاخریٰ: چک نمبر ۱۲۷ جنوبی میں جناب محمد رمضان صاحب کا جنازہ پڑھایا جمعہ سے قبل واپسی ہوئی جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ ادا فرمایا عصر کے بعد جامعہ حقانیہ میں درس قرآن دیا اور مغرب کے بعد سرگودہا روانگی ہوئی وہاں مسجد الٰہیہ میں ترجمہ قرآن کریم کی تکمیل کے موقع پر معوذتین کا درس دیا اور اس موقعہ پر حضرت مولانا ظہور الحسن صاحب مدظلہ (چکوال) سے بھی ملاقات فرمائی۔

۲۶ جمادی الاخریٰ: چک نمبر ۱۲۷ جنوبی سرگودہا میں نماز عصر سے قبل مدرسہ اشاعۃ القرآن کا سنگ بنیاد رکھا اور نماز کے بعد خواتین میں بیان فرمایا مغرب کی نماز چک نمبر ۱۲۷ میں پڑھائی اور ایک گھنٹہ بیان ہوا پھر عشاء کی نماز بڑی مسجد میں پڑھائی اور مسئلہ حیات النبی ﷺ پر بیان فرمایا اور فہم دین کورس کا بھی آغاز کرایا۔

۲۷ جمادی الاخریٰ: دارالعلوم کبیر والا کے اجلاس شوری میں شرکت فرمائی واپسی پر شورکوٹ میں مولانا محمد حنیف خالد صاحب کے والد محترم رحمہ اللہ کی وفات پر تعزیت کے لئے کچھ دیر قیام فرمایا اور مغرب کے وقت ساہیوال پہنچ گئے۔

اسی دوران بعد نماز مغرب مولانا محمد الیاس صاحب چنیوٹی (ایم پی اے) جامعہ ہذا

میں تشریف لائے مختصر قیام وطعام کے بعد عشاء کے وقت واپسی ہوئی۔

۲۸ جمادی الاخریٰ: جامعہ ہذا میں درجہ تخصص فی الفقہ کے طلباء میں بخاری شریف کی اول وآخر حدیث پر درس دیا اور پھر انہیں اپنی تمام اسانید کی اجازت مرحمت فرمائی اس دوران دو گھنٹہ پر مشتمل تفصیلی بیان بھی فرمایا۔

۲۹ جمادی الاخریٰ: مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالغفار صاحب تونسوی کی تشریف آوری ہوئی اور آپ نے دو روز مورخہ ۳۰ جمادی الاخریٰ اور یکم رجب المرجب درجہ تخصص کے طلباء کو رافضیت وغیرہ کے حوالہ سے درس دیا۔

۳۰ جمادی الاخریٰ: جامعہ ہذا میں آسان فہم دین کورس کی طالبات میں بیان فرمایا۔

یکم رجب المرجب :مدرسہ عائشہ للبنات ساہیوال میں ماہانہ درس اور ریاض الصالحین کی تکمیل کے موقع پر بیان فرمایا اور جامعہ ہذا میں شام چار بجے آسان فہم دین کورس کی شرکاء خواتین کو درس حدیث دیا۔

۲ رجب المرجب: جامع مسجد حقانیہ میں جمعہ پر بیان فرمایا اور جامعہ حقانیہ میں بعد عصر درس قرآن کریم دیا۔

۳ رجب المرجب: جامعہ ہذا میں فہم دین کورس میں شریک طالبات میں وسیلہ کے موضوع پر مفصل بیان فرمایا۔

۴ رجب المرجب: جامعہ ہذا میں فہم دین کورس کی شرکاء میں فلسفہ نماز پر تفصیلی بیان ہوا۔

۵ رجب المرجب: آسان فہم دین کورس میں سورۃ حجرات کے پہلے رکوع کا درس دیا۔
بعد نماز عصر دھول بالا میں عظمت شیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جنازہ پڑھایا۔ مسجد اللہ یار ساہیوال میں افتتاح کے موقع پر نماز مغرب ادا فرمائی اور بیان فرمایا۔

۶ رجب المرجب: حضرت مولانا عبدالغفار تونسوی صاحب نے درجہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو تین روزہ درس دیا جو ۸ رجب کو عصر کے وقت مکمل ہوا۔

۷ جب المرجب: جامعہ امدادیہ فتحیہ سلانوالی میں ماہانہ اصلاحی درس دیا جس میں مدرسہ

میں منعقدہ ہونے والے فہم دین کورس کی طالبات نے بھی شرکت کی۔

جامعہ حقانیہ ساہیوال میں فہم دین کورس میں شریک طالبات میں عقیدہ ختم نبوت پر ایک گھنٹہ مفصل بیان فرمایا۔

۹ رجب المرجب: جامعہ مسجد حقانیہ ساہیوال میں جمعہ پڑھایا اس موقع پر فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی سید عبدالکریم کمتھلوی رحمہ اللہ کی خدمات پر روشنی ڈالی گئی۔

۱۰ رجب المرجب: جامع مسجد عمر سلانوالی میں بعد عشاء اصلاحی درس دیا۔

۱۱ رجب المرجب: وجھ میں جناب قاری فیض رسول صاحب کی دختر کا نکاح مسنون پڑھایا۔

۱۵ رجب المرجب: جامعہ محمودیہ رینالہ میں ختم بخاری شریف کے موقع پر بیان فرمایا۔

۱۶ رجب المرجب: مولانا عبدالغفور سروہی کے والد ماجد کے انتقال پر مولانا سے تعزیت کی اور جامع مسجد شیخہ سالم میں بیان کے بعد جمعہ پڑھایا اور ایک نکاح مسنون بھی پڑھایا اور بعد نماز مغرب لاہور سے کراچی بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لے گئے۔

۱۷ رجب المرجب: جامعہ دارالعلوم کراچی میں تقریب ختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی۔ اسی سال حضرت صدر جامعہ مدظلہ کے صاحبزادہ مولانا سید عبدالملک ترمذی اور برادرزادہ مولانا سید عبدالناصر ترمذی سلمہما نے بھی جامعہ دارالعلوم کراچی ہی میں دورہ حدیث شریف مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ رب العزت ان کے علم وعمل میں اضافہ وبرکت عطا فرمائیں۔

۲۲ رجب المرجب: جامعہ ہٰذا کے شعبہ للبنات میں آسان فہم دین کورس کی تکمیل کے موقع پر انتہائی اہتمام کے ساتھ تقریب کے انعقاد ہوا جس میں طالبات میں اسانید تقسیم کی گئیں اور امتحان میں اول دوم سوم آنیوالی طالبات کو انعامات بھی دیے گئے۔

۲۳ رجب المرجب: مدرسہ علوم شریعہ جھنگ صدر میں سالانہ امتحانات لینے کے لئے جامعہ ہٰذا کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد ظفر اللہ صاحب اور دیگر اساتذہ تشریف لے گئے۔

اہل علم سے درخواست

محترم جناب رشید اللہ یعقوب صاحب زید شرفہ کی آئندہ آنے والی کتاب

سیرت الصادق والمصدوق ﷺ

مخالفین کے الزامات اور ان کے جوابات

ہماری کوشش ہے کہ مخالفین کی طرف سے لگائے گئے الزامات کو جہاں تک ممکن ہو سکے یکجا کر لیا جائے پھر ان کے جوابات دیے جائیں آپ اس میں ہماری مدد مندرجہ ذیل طریقے سے کر سکتے ہیں:

(الف) اگر آپ کے پاس ایسا طبع شدہ مواد موجود ہے جسے مخالفین اسلام خصوصاً عیسائی، یہودی اور ہندوؤں نے لکھا ہے تو آپ اس کی اطلاع ہمیں دیں ہم اس کو اپنے خرچ پر کاپی کروالیں گے۔

(ب) اگر آپ کے پاس ایسے مواد کی اطلاع ہے تو اس کی بھی ضروری معلومات ہمیں مہیا کر دیجیے ہم ان شاءاللہ اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

(ج) اگر آپ کے پاس ایسے مضامین یا کتب ہیں جن میں مسلمانوں نے مخالفین کے اعتراضات کا جواب لکھا ہے تو اس کی بھی مع تفصیل اطلاع دیجیے۔

(د) اگر آپ ایسی کتب اور مضامین کے حصول میں ہماری مدد فرمانا چاہیں تو اس کی بھی ہمیں اطلاع دیجیے۔ جو صاحبان اس سلسلہ میں ہماری مدد کریں گے ہم ان کا نام کتاب میں شکریہ کے ساتھ درج کریں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ۔

رابطہ کیلئے:

رحمۃ للعلمین ریسرچ سینٹر ۳/۸ زمزمہ اسٹریٹ زمزمہ کلفٹن کراچی

پوسٹ کوڈ ۷۵۶۰۰ فون نمبر ۵۸۷۷۵۱۶